ایمان کی جلاء
صاحبزادہ عبدالرشید تبسم چشتی

انتساب

میں اپنے ان اوراق کو بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کے بعد استاذی المکرّم عالمِ باعمل پیکرِ اخلاص ووفا محقق ابن محقق علامہ ابن علامہ شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین الحق چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام منسوب کرتا ہوں کہ جن کے تقویٰ وللّٰہیت علم و عمل پر اہلِ اسلام بالعموم اور علاقہ چھچھ حضرو کی غیور عوام بالخصوص فخر کرتی ہے۔

﴿ گر قبول افتد زہے عز و شرف ﴾

برائے ایصالِ ثواب

ہم اپنے والد محترم جناب حاجی محمد اقبال مرحوم و مغفور کے ایصال ثواب کیلئے اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں تمام قارئین کرام سے التماس ہے کہ ہمارے والد بزرگوار کو دعائے مغفرت و بخشش میں ضرور یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اس صدقہ جاریہ کا پورا پورا ثواب انہیں عطا فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین بجاہِ سیّد المرسلین طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

طالبِ دعا

پسران محمد فیصل اقبال، محمد عامر اقبال، محمد کامران اقبال

حسن جیولرز کراچی کمپنی اسلام آباد / ساکن منڈی بہاؤالدین

ضروری وضاحت

یہ رسالہ میں نے ۱۴/اگست ۱۹۹۷ء بروز جمعرات کو صرف تین دن میں مکمل کیا اس میں میرا کوئی کمال نہیں بس دربارِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رحمت کی خیرات کا صدقہ کہ مجھ جیسے بے ڈھنگے انسان سے دین کی خدمت اور مسلک حقہ سے محبت کا اظہار ان سطور کی صورت میں کروایا گیا۔

اتنے طویل عرصہ میں اس کا منظر عام پر نہ آنے کی کئی ایک وجوہات ہیں آخر جب دربارِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منظوری ہوئی تو اب مطالعہ کیلئے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس طویل عرصہ میں میرے جد امجد اکبر صوفی کامل عالم باعمل استاذ الجن والانس حضرت علامہ الحافظ شیخ احمد، میرے داداجان عاشقِ قرآن جناب محمد خان صاحب، میرے ناناجان جناب چوہدری عبدالخالق صاحب اور خالہ زاد محمد اجمل حسین مرحومین اس دارِ فنا سے دارِ بقا کی کو انتقال کر گئے ہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہم)

میں اپنے ان اوراق پر ربّ تعالیٰ کی طرف سے بصدقہ نعلین مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملنے والے اجر و ثواب کو ان کی ارواح کو ایصال کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ تمام مومنین مومنات کے ہمراہ ان کی بخشش فرمائے آپ سے بھی گزارش ہے کہ میرے ان بزرگوں کو اپنی دعائے مغفرت میں اور مجھ جیسے ناکارہ انسان کو دعائے مغفرت میں ضرور یاد رکھنا۔ والسلام

صاحبزادہ عبدالرشید تبسّم

تقریظ

از قلم: راس الاتقیاء استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا صاحبزادہ مفتی محمد نعمان صاحب غور غشتوی

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

صاحبزادہ عبدالرشید صاحب کا مؤلفہ رسالہ "ایمان کی حبلاء" تقریظ کیلئے موصوف نے پیش کیا۔ میں اس قابل تو نہیں کہ کچھ کہوں مگر یہ مسئلہ اندھی تقلید کی وجہ سے وجہ نزاع بنا ہوا ہے۔ نماز پڑھتے وقت ہم السلام علیک ایہا النبی پڑھتے ہیں اور صاحبِ درِ مختار نے لکھا ہے کہ قصد حکایت نہ کرے بلکہ قصد انشاء کرے اور ایسے بھی گلوکار کے گانے اور تصویر بذریعہ ٹیلی ویژن اور وی سی آر دیکھتے ہیں۔ کیا جبرائیل و میکائیل علیہما السلام میں اتنی بھی طاقت نہیں ہے۔ خدا سمجھ دے اندھوں کے آگے رونا آنکھوں کا نقصان ہے۔

والسلام

مفتی محمد نعمان عفی اللہ عنہ و عن الیہ

غور غشتی اٹک

تقریظ

از قلم: استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد غوث شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی خاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین

امابعد! بندہ نے جب یہ رسالہ عجالہ وردِ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھا تو زبان سے یہ الفاظ فوراً صادر ہوئے۔

ذوق و شوق سے کریں وِرد یا رسول اللہ

کہ ساقی جام کوثر ہیں آپ یا رسول اللہ

صاحبزادہ عبد الرشید تبسمؔ صاحب خطیب غور غشتی نور اللہ صدرہ نے وردِ یارسول اللہ کے بارے میں فصیح و بلیغ بڑی وضاحت سے بیان تحریر کیا اور دلائل شواہد سے اور اکابرین حضرات کے حوالہ جات سے مزین کیا اور یہ محض فیض محبت اور عشق حضور نور الانوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو دل میں تھا وہ صفحہ قرطاس میں آیا۔ اور عام فہم طریقہ سے مسئلہ ذکر یارسول اللہ کو توحید کے مسئلہ کے بعد تحریر کیا۔ اور عوام پر واضح کر دیا۔

نماز میں ہم "السلام علیك ایها النبی" پڑھتے ہیں اس کے بارے میں بعض جہل مرکب میں مبتلا ہو کر یا ضد کی آڑ میں کہتے ہیں کہ یہ بطور حکایت اور قصہ پڑھتے ہیں یہ دلیل غلط ہے اس طرح سے نماز کس طرح ہوگی۔ حضرات نماز نہ حکایت ہے اور نہ قصہ اور نہ ہی نقل ہے بلکہ حکم ہے "وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ" اور "وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ" یہ حکم ادا صلوٰۃ کیلئے پانچ وقت تمام زندگی میں بطور تجدد اور حدوث یہ جملے فعلیے ہیں اور ہر نماز نئی عبادت ہے اور اختیار سے "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" کی دلیل سے جس صورت سے پڑھے اور اگر نقل کے طور پر یہ عبادت ہوتی تو ادا اور قضاء میں فرق نہ ہوتا تو ندا اور خطاب حضور قلبی سے ہم ادا کریں اور حمد و ثناء احسان سے ادا کریں۔ اور احسان کا معنی حدیث میں مذکور ہے، حضرات ایسی نماز ادا کرنے کا حکم ہے اور ربّ کی بارگاہ میں ایسی نماز ہی شرف قبولیت والی ہوگی۔ اور ایسی نماز "نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ" اور "اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ" والی ہوگی۔ یعنی فسق و فجور منکر بغاوت سے روکنے والی ہوگی۔ جو محبت اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھری ہو نہ کہ وہ نماز جو حکایت اور نقل ہو۔

خویدم الشرع

محمد غوث شاہ جلالوی جلالیہ اٹک

تقریظ

از قلم: حضرت علامہ مولانا ابوالحسن حافظ محمد ریاض چشتی میروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! فاضل نوجوان مقرر جادو بیان حضرت صاحبزادہ عبدالرشید تبسم صاحب نے جو رسالہ "ایمان کی جلاء" (ندائے یا رسول اللہ) تحریر فرمایا ہے۔ اسے ایک نظر دیکھنے کا اتفاق ہوا الحمد للہ یہ رسالہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ایک بہترین تحفہ ہے کیونکہ آج کے پُر فتن دور میں اپنے عقیدے کی حفاظت کرنا جس پر اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے بہت ضروری ہے۔ اس رسالہ کا مطالعہ ہر خاص و عام کیلئے بہت مفید ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی، اسی طرح سرکار کا غلام یا رسول اللہ پکارنے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

مزید فاضل محترم نے مخالفین کی کتب سے حوالہ جات پیش کر کے سونے پر سہاگہ چڑھایا ہے میری یہ دِلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل سلیم کو رسالہ ایمان کی جلاء سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بحرمت سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

راقم الحروف

فقیر ابوالحسن حافظ محمد ریاض چشتی

خادم دارالعلوم غوثیہ رضویہ ریاض السلام اٹک شہر

تقریظ

از قلم: حضرت علامہ مولانا ابوالحسن حافظ محمد ریاض چشتی میروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! فاضل نوجوان مقرر جادو بیان حضرت صاحبزادہ عبد الرشید تبسم صاحب نے جو رسالہ "ایمان کی جلاء" (ندائے یا رسول اللہ) تحریر فرمایا ہے۔ اسے ایک نظر دیکھنے کا اتفاق ہوا الحمد للہ یہ رسالہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ایک بہترین تحفہ ہے کیونکہ آج کے پُر فتن دور میں اپنے عقیدے کی حفاظت کرنا جس پر اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے بہت ضروری ہے۔ اس رسالہ کا مطالعہ ہر خاص وعام کیلئے بہت مفید ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی' اسی طرح سرکار کا غلام یا رسول اللہ پکارنے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

مزید فاضل محترم نے مخالفین کی کتب سے حوالہ جات پیش کر کے سونے پر سہاگہ چڑھایا ہے میری یہ دِلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل سلیم کو رسالہ ایمان کی جلاء سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بحرمت سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

راقم الحروف

فقیر ابوالحسن حافظ محمد ریاض چشتی

خادم دارالعلوم غوثیہ رضویہ ریاض السلام اٹک شہر

نگاہ اولین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

برادرانِ اسلام کی خدمت میں نہایت ادب اور خلوص کے ساتھ گزارش ہے کہ اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک ٹھنڈے دل سے غور کے ساتھ پڑھیں۔ تعصب اور شخصیت پرستی سے الگ ہو کر ایمانداری اور حق پرستی سے کام لیں اور حق کام کی پہچان کریں اِن شاءاللہ ایک دفعہ مطالعہ سے حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے گی۔

برادرم مولانا عبد الرشید صاحب کو یہ رسالہ لکھنے پر اس لئے مجبور کیا گیا کہ آج کل عوام کو خواہ مخواہ شرک و بدعت کے فتوؤں سے پریشان کیا جارہا ہے۔ حالانکہ ایسے حضرات کو قرآن مجید کے اس قول پر بڑی گہرائی کے ساتھ توجہ دینی چاہئے تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (پ۲۸۔ سورۃ الحشر:۷)

جو چیز تمہیں تمہارا رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔

آج جن افعالِ حسنہ سے ہمیں منع کیا جاتا ہے کیا ان کی ممانعت مختارِ کل آقا علیہ السلام سے بھی ثابت ہے یا کہ نہیں؟ یقیناً نہیں!

برادرم نے نہایت احسن انداز میں مسئلہ ندائے یا رسول اللہ کو قرآن و حدیث اور اقوالِ صحابہ اور محدثین کرام اور علمائے اہلسنّت والجماعت وعلمائے دیوبند کے اقوال سے واضح کیا ہے۔

برادرم کا کسی سے ذاتی عناد یا عداوت نہیں ہے "الحب للہ والرسول والبغض للہ والرسول" کے تحت غیرتِ ایمانی کا سچا اور صحیح مظاہرہ کیا ہے۔ لہٰذا بار دیگر اس رسالہ کے مطالعہ کیلئے عرض گذار ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہِ سیّد المرسلین

طالبِ دعا

سیّد منور علی شاہ بخاری قادری رضوی

غورغشتی اٹک

حمد باری تعالیٰ

پیر سیّد غلام معین الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعــــروف بڑے لالہ جی سرکار گولڑہ شریف

نکلتی ہے دل سے صدا اللہ اللہ
مزا دے رہی ہے یہ کیا اللہ اللہ

جھلک دے رہی ہے ہر اک شے میں کیسی
تیری پیاری پیاری ادا اللہ اللہ

خدا کی خدائی میں بے ڈر کتنا
محمد کے در کا گدا اللہ اللہ

کھلا راز منصور پر جب تو بولا
انا الحق انا اللہ اللہ

مزا زندگانی کا جب آئے مجھ کو
زباں پر ہو صبح و مَسا اللہ اللہ

حقیقت میں دیکھو نہیں غیر کوئی
یہ کیا پھیر ہے آنکھ کا اللہ اللہ

مجھے یاد آتا ہے مشتاقؔ ہر دم
دریارِ حبیبِ خدا اللہ اللہ

عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نعت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یا رسول اللہ خبر لو ہجر کے بیمار کی
میرے دل میں آرزو ہے آپ کے دیدار کی

میرے اللہ آئے گا کب اذنِ وصل میرا بھی
آنکھ طالب کب سے میری آپ کے دیدار کی

جب بھی چلتی ہے مدینہ پاک کی بادِ صبا
کرتی جاتی ہے وہ باتیں آپ ہی کے پیار کی

جب بھی آیا در پہ تیرے سائل آقا کوئی بھی
بھر کے جھولی صفت بولا آپ کے دربار کی

جب بھی کہتا ہے کوئی نعت پڑھنے کو مجھے
جرأت ہوسکتی نہیں مجھ سے پھر اِنکار کی

سب ہی اچھا کہتے ہیں جنت کے گل گلزار کو
کیا بتاؤں شان ہے کیا طیبہ کے بازار کی

بات تیری بن ہی جائے گی تبسمؔ ایک دن
کر غلامی تو بھی پیارے آقا کے دربار کی

(عبدالرشید تبسمؔ)

عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عزّوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حرف آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ربِّ تعالیٰ نے اس دنیا کے اوپر بندوں کی ہدایت کی خاطر مختلف ادوار میں رسول مبعوث فرمائے تاکہ انسانوں کو آدمیت کی تخلیق کا اصل مقصد بتایا جائے اور ان کا اللہ وحدہ لاشریک سے تعلق بحال و مضبوط کیا جائے۔

اس دنیا کے اندر جو بھی رسول مبعوث ہوا اس کی تبلیغ کا واحد مقصد توحید اور ردِّ شرک تھا۔ یعنی ہر رسول یہی بتاتا ہے کہ ربِّ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ وہ "لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ" ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ کسی کے آگے سجدہ نہیں کرنا۔ مسجود صرف وہی ہے اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرنی معبود صرف وہی ہے اگر کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھ کر عبادت کی اس کے آگے جھکے یا سجدہ کیا تو یہ شرک ہوگا اور شرک ناقابلِ معافی جرم ہے۔

آخر یہی تبلیغ کا سلسلہ چلتے چلتے نبی آخر الزماں مختارِ کل خاتم الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک آن پہنچا۔ آپ کی بھی تبلیغ کا مرکز و محور بھی یہی دو عنوان تھے۔ توحید اور ردِّ شرک۔ اب اللہ کے فرمان "وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ" (پ۱۰۔ سورۃ التوبہ:۳۳) کے مطابق اسی دینِ اسلام نے پھیلنا بھی تھا۔ عام بھی ہونا تھا۔ اور باقی تمام ادیان کے اوپر غالب بھی آنا تھا۔ توحید کا پرچم سربلند بھی ہونا تھا۔ شرک کا ردّ یعنی خاتمہ بھی ہونا تھا۔ اور اب قیامت تک اسی دین نے رہنا بھی ہے۔

اور ہاں سنئے! قربان جائیں آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ جنھوں نے ایسا کر دِکھایا اور ایک ایسا اعلان سرمدی سنایا کہ جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو نہیں سنایا۔ یہ اعلان سن ۱۱ ہجری کو کیا گیا۔ یہی سال حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کا سال بھی تھا۔ نبی غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال کے دن قریب دیکھے تو حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہداء اُحد کی قبروں کی زیارت کے بعد منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر صحابہ کرام کے مجمع سے خطاب کیا اور کہا:

فقال انی فرط لکم وانا شھید علیکم وانی واللہ لأنظر الی حوضی الآن وانی اعطیت مفاتیح خزائن الأرض او مفاتیح الأرض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا او کما قال علیہ السلام (بخاری شریف، جلد ۱، صفحہ ۵۰۸)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں تمہارا سہارا اور گواہ ہوں اور بے شک خدا کی قسم میں حوضِ کوثر کو اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اور بے شک مجھے یہ خطرہ ہرگز نہیں ہے کہ میرے بعد تم مشرک ہو جاؤ گے۔ بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے۔

اس خطاب میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایسا پیغام دیا اور کھلے عام یہ اعلان کیا کہ میرے بعد میری اُمت میں دنیا کے جال میں تو پھنس سکتے ہیں۔ مگر شرک کا میں خاتمہ کر کے جا رہا ہوں۔ وہ کبھی مشرک نہیں ہوگے۔

معلوم ہوا کہ عبادت کے لائق وہی ربّ ہے۔ معبود صرف اللہ ہے اب جب بھی عبادت کیلئے جبیں جھکے گی تو صرف اسی ربّ کے سامنے جھکے گی۔ مگر ہاں شرط یہ ہے جبیں کا جھکنا صرف عبادت کیلئے ہو۔ اور اگر عبادت کی نیت نہیں تو پھر دن میں ہزار مرتبہ بھی زمین پر جبیں رگڑتے رہو اور داغ دار کرتے رہو نہ سجدہ ہو گا اور نہ ہی شرک ہو گا۔

قیام اور رکوع کے معنی یہ ہیں: کھڑا ہونا اور جھکنا۔ اب قیام اور رکوع میں نیت عبادت کی ہے نیت نماز کی ہے تو وہ قیام اور رکوع صرف ربّ کیلئے ہو گا اس کے علاوہ شرک ہو گا اور اگر یہ کھڑا ہونا نبی کے درود و سلام کیلئے ہو اور جھکنا محبوب کے درِ اقدس پر محبت اور ادب کے ساتھ ہو تو پھر شرک نہ ہو گا۔ بلکہ فقط ادب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہلائے گا مگر افسوس آج کے اس پُر فتن دور کے اوپر نظر ڈالیں تو آپ کو ہر طرف شرک کی تبلیغ نظر آئے گی۔ شرک کی کتاب، شرک کا فتویٰ ہی سنائی دے گا، کبھی حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وِلادت کی خوشی منانا شرک، تو کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کہہ دیا تو شرک، کبھی عاشق درود و سلام کیلئے کھڑا ہو گیا تو شرک، کبھی محبت میں آکر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درِ اقدس پر ربّ کی رحمت کی خیرات کیلئے بیٹھ گیا تو مشرک، کبھی میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جلوس نکالا تو مشرک، تو کبھی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ جیسے ترانہ لم یزل کو الاپا تو شرک، کبھی نعرہ ابدی یا رسول اللہ لگایا تو شرک، تو کبھی یا ایہا الذین اٰمنوا جان کر یا علی، یا غوث کہہ دیا تو شرک، کبھی سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کیلئے سبیل لگائی تو شرک اور بدعت، تو کبھی امام الاولیاء سیّدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کیلئے کچھ طعام (بنام گیارہویں شریف) پکایا تو شرک و بدعت، تو کبھی میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دن کچھ پکا کر تقسیم کیا تو شرک و بدعت۔ میں تو کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اللہ جانے ان شرک و بدعت کہنے والے حضرات کو شرک اور بدعت کے معنی بھی آتے ہیں یا نہیں، یا صرف عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تنگ کرنے اور امتحان لینے کا ایک ڈھنگ نہ ہو۔

بحر صورت اپنی اپنی سوچ اور اپنا اپنا خرد و خیال ہے۔ ہماری تو سوچ بھی اور ہمارا علم بھی اسی نتیجہ پر پہنچا کہ بس زندگی کا مرکز و محور، حیات کا مقصود اور دنیا و آخرت کی بھلائی فقط ادب و محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ خدا کی عبادت اور اس عبادت کے بعد دعا اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک اس میں ادب و محبت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شامل نہ ہو۔

جس دل میں محمد ﷺ کی محبت نہیں ہوتی
اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی
میرا یہ عقیدہ ہے اگر ذکرِ خدا میں
یہ نام نہ شامل ہو تو عبادت نہیں ہوتی

معزز قارئین کرام! دورِ حاضر میں ہر طرح کا اسلامی لیبل لگا کر اور ظاہری مسلم کا لبادہ اوڑھ کر اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور درِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور کیا جا رہا ہے۔ جو کہ سامراجی و غیر مسلم طاقتوں کی گھناؤنی سازش ہے۔ ان سازشوں میں ایک سازش یہ بھی ہے کہ "یارسول اللہ" "یانبی اللہ" کہنا ناجائز اور شرک و بدعت ہے۔ کیونکہ معاذاللہ بقول مولوی اسماعیل دہلوی کے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ نہ وہ حاضر ہیں نہ سامع۔ حالانکہ ان پڑھے لکھے جاہلوں کو ربّ تعالیٰ کے اس قول کی طرف توجہ دینی چاہئے تھی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (پ۴۔ سورۂ آل عمران:۱۶۹)

اور تم ان لوگوں کو مردہ گمان بھی نہ کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے ربّ کے ہاں رِزق دیئے جاتے ہیں۔

معترضین اعتراض کر سکتے ہیں کہ یہ آیت شہداء کے حق میں نازل ہوئی ہے انبیاء کرام کیلئے نہیں تو جواب یہ ہو گا یہ شہید بھی تو آخر نبی کا اُمتی ہے۔ اگر اُمتی قبر میں زندہ بھی ہو سکتا ہے، اور رِزق بھی کھا سکتا ہے۔ تو نبی تو بدرجہ اولیٰ اس کا حق رکھتا ہے۔ ویسے بھی نبی مقامِ شہادت سے سرفراز ہوتا ہے۔

سنئے حدیثِ پاک تاکہ ذہن سے یہ خدشہ بھی دُور ہو جائے۔

الانبياء احياء فى قبورهم يصلون (الخصائص الکبریٰ، ۲/۲۸۱)

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں ادا کرتے ہیں۔

امام زرقانی فرماتے ہیں:

الانبياء والشهداء ياكلون فى قبورهم ويشربون ويصلون ويصومون ويحجون (زرقانی علی المواہب، ۵/۳۳۴)

انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں کھاتے ہیں، پیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، اور حج کرتے ہیں۔

وجہ تالیف

بندہ حقیر پر تقصیر کا یہ رسالہ ترتیب دینا برائے اصلاح معاشرہ ہے نہ کہ برائے مناظرہ ہے میں صرف یہ سوچتا ہوں کہ "شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں میری بات"۔

باقی نہ ہی کسی کو تنقید کا نشانہ بنانا اور نہ ہی کسی کے مسلکی وقار کو مجروح کرنا مقصود ہے بس فقط رضائے ربّ اور رضائے آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقصود و مطلوب ہے اس رسالہ سے بندہ اپنی مغفرت و بخشش کا طالب ہے۔ ہاں ایک گزارش ہے اس رسالہ میں کچھ آجائے تو پھر عمل کر کے میرے لئے بھی اور اپنے لئے بھی بخشش کا ساماں بنائیں اور اگر کچھ پلے نہ پڑے تو اپنے لئے ربّ کی بارگاہ میں ہدایت کی دعا کریں۔

بندہ دیگر کئی مصروفیات کی بناء پر اور اپنی کم علمی کی بناء پر قلم اُٹھانے کی جسارت تو نہ رکھتا تھا مگر پھر بھی برادرم سیّد منور علی شاہ بخاری رضوی، برادرم محمد اعجاز اور برادرم محمد قمر الزماں رضوی صاحب ساکنان غور غشی اور دیگر احباب کے اصرار پر بصدقہ نعلینِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی کم علمی کا اظہار پیش خدمت ہے۔

اہل علم و دانش حضرات سے بھی اپیل ہے کہ بندہ کو اس بات کا پورا پورا احساس ہے کہ فن تحریر و تصنیف کی اہلیت نہیں رکھتا لہٰذا جہاں کمی اور غلطی پائیں تو ازراہِ کرم برائے اصلاح بندہ کو ضرور مطلع فرمائیں۔ اور قارئین کرام اگر کوئی بھلائی اور خیر کی بات دیکھیں تو یہ فقط اللہ کی توفیق صاحبِ گنبدِ خضریٰ کے در کی خیرات اور حضور سیّدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تاجدارِ گولڑہ شریف کے در کے فیض پر محمول کریں۔

یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے
جس نے یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑا پار ہے

والسلام

احقر صاحبزادہ عبدالرشید تبسّم چشتی

ناڑہ شریف۔ ۱۴/اگست ۱۹۹۷ء۔ بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

برادرانِ اسلام! دورِ حاضر میں اوّلاً تو اسلام کی ہر بات پر طعن و تشنیع کی جاتی رہی ہے اور غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرک وبدعت کے فتوؤں میں پیسا جاتا رہا ہے اور تاجدارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلقہ اُمور پر شرک وبدعت کے فتاویٰ نے اہلِ اسلام کو پریشان کر رکھا ہے ان اُمور میں سے ایک امر نعرۂ رسالت یارسول اللہ ہے اس نعرہ ابدی کو بڑے شدّ ومد کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ لیکن قدرتِ الٰہی کا فیصلہ ہے: وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پ۳۰۔ سورۃ الشرح:۴) اور ربّ قدوس کو کچھ اس طرح منظور بھی ہے کہ یہ جتنا بھی بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کو اتنی ہی پذیرائی حاصل ہوتی ہے۔

آؤ دیکھتے ہیں کہ قرآن و سنت اور اقوالِ صحابہ کرام و محدثین کے نزدیک اس کے جواز اور عدم جواز پر کیا حکم ہے ہم سب سے پہلے لفظ یارسول اللہ پر مختصر سی بحث کرینگے۔ پھر قرآن وسنت، صحابہ کرام و محدثین ومفسرین کرام کے دلائل کے ساتھ اس رسالہ کا اختتام کریں گے۔

1 "یا رسول اللّٰہ" اک وسیلہ ہے

یہ نعرہ ربطِ رسالت ہے۔ یہ سہ لفظی کلمہ ہے جو لفظ ندا "یا" سے شروع ہو کر لفظ "اللہ" پر ختم ہو جاتا ہے۔ یا اور اللہ کے درمیان لفظ رسول ہے۔ "یا" لفظ تلاش ہے اللہ مقصود ہے اس مقصود کو پانے کیلئے رسول واحد واسطہ اور وسیلہ ہیں اور وسیلہ پکڑنا حکم الٰہی ہے۔ کہ اگر مجھے پانا چاہتے ہو تو وسیلہ رسالت اور واسطہ رسالت سے تلاش کرو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ (پ٦۔ سورۃ المائدہ:٣٥)

اللہ کی طرف جانے کیلئے وسیلہ تلاش کرو۔

اب اپنا اپنا وجدان ہے کہ کسی نے اس وسیلہ کو اعمالِ صالحہ جانا اور کسی نے اولیاء کرام مراد لئے (شاہ اسماعیل دہلوی، صراطِ مستقیم) اگر مقصود پانے کیلئے اعمال اور نیک لوگ وسیلہ بن سکتے ہیں۔ تو پھر نبی کی ذات بدرجہ اولیٰ حق رکھتی ہے ہاں اتنا ضرور ذہن میں رکھنا کہ بغیر واسطہ رسالت مآب کے یا اللہ کہنے سے یہ التجا صدا بصحرا رہے گی لیکن ماجور نہ ہو گی۔ اک کسک رہے گی، مگر ماثور نہ ہو گی۔ اک تڑپ رہے گی، مگر مقبول نہ ہو گی۔ بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہو گا یا اللہ کہنے سے انسان اللہ کا ہو جاتا ہے۔ اور یا رسول اللہ کہنے سے اللہ خود بندے کا ہو جاتا ہے۔ قرآن شاہد ہے:

وَ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا (پ١۔ سورۃ البقرہ:٨٩)

اس سے پہلے وہ اس نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

اگر اس نبی کی پیدائش سے قبل یہود اس کا وسیلہ دے کر کفار پر فتح حاصل کرتے تھے تو آج یہی نبی بعد از وفات وسیلہ کیوں نہیں بن سکتے۔ حالانکہ اس وقت بھی ظاہری طور پر نہ تھے اور آج بھی صرف ظاہری پردہ ہے۔

جس طرح پیغمبروں سے کلام کرنے کیلئے خدا نے جبرائیل کو وسیلہ بنایا اسی طرح بندوں کی رہنمائی کیلئے انبیاء کو وسیلہ بنایا۔ "یارسول اللہ" اس بات کا اعلان ہے کہ ہم مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے کی مدد سے خدا کی مدد کے طلب گار ہیں کیونکہ خزینہ توحید فقط رسالت کی کنجی سے کھلتا ہے اور کسی چابی سے نہیں کھلتا۔

مقامِ افسوس ہے! اور تف ہے ان لوگوں پر کہ جو واسطہ رسالت کے بغیر رب سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات میں ڈنکے کی چوٹ پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ربّ انبیاء کے بغیر بندوں سے مخاطب نہیں ہوتا اسی طرح کوئی انسان بھی واسطہ رسالت کے بغیر ربّ کی معیت نہیں پا سکتا۔ بلکہ میں تو یوں کہوں گا کہ جب خدا وسیلے کا قائل ہے تو یہ اس کے بندے ہو کر وسیلہ کے کیوں قائل نہیں جبکہ وہ خود کہتا ہے کہ "میری طرف آنے کا وسیلہ پکڑو"۔

2 "یا رسول اللہ" ذکر رسول ہے

بندہ جس ہستی کے ساتھ محبت رکھتا ہے اس کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہے۔ وہ ہر وقت ہر مجلس میں اپنے محبوب کے ترانے الاپتا ہے۔ اسی کی داستان کو چھیڑے رکھتا ہے۔ کبھی اس کے چہرے کی باتیں، کبھی اس کی زُلف کی باتیں، کبھی اس کی آنکھوں کی باتیں، کبھی اس کے دانتوں کا تذکرہ، کبھی اس کے تلووں کا ذکر، کبھی اس کے جلووں کی باتیں۔ غرضیکہ جو جو لمحہ محبوب پر جس جس حال میں گزرتا ہے اس کا بھی ذکر کرتا ہے پھر یہاں تک بس نہیں کرتا بلکہ ان لحات کو بھی یاد کرتا ہے جو اس نے اور محبوب نے آمنے سامنے بیٹھ کر گزارے ہوتے ہیں۔ ربّ تعالیٰ کو اپنے محبوب کیساتھ اتنی محبت ہے کہ اسی کے تذکروں بھری ضخیم عظیم کتاب قرآن مجید اُتار کر ہمارے سامنے نمونہ بنا کے پیش کر دیا ہے کہ دنیا والو! دیکھو مجھے اپنے محبوب کے ساتھ کتنی محبت ہے لہٰذا "من أحب شيء أكثر من ذكره" کے تحت غلامیٔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تقاضا اوّل یارسول اللہ کا وِرد ہے ہمیں تو بس صرف دہلیز مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک رسائی کا حکم دیا گیا ہے۔ آگے خدا تک رسائی یہ مصطفیٰ کریم کا مقام ہے۔ بقول شاعر ؎

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

اللہ کی محبت کا ہر کوئی دعویدار ہے مگر خدا کا تو اعلان ہے کہ میری محبت میں کامل وہ ہو گا جس کا سر دہلیز مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خم ہو گا۔ قرآن اسی فلسفہ کو یوں بیان کرتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ ۳۔ سورۂ آل عمران: ۳۱)

اے محبوب تم فرما دو لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

شومیٔ قسمت جو بھی نسبت رسول میں شک رکھتا ہے کہ درِ رسول پر حاضری دوں یا نہ دوں، یارسول اللہ کا وِرد کروں یا نہ کروں، نبی کا غلام بنوں یا نہ بنوں' وہ دَر دَر کی ٹھوکریں تو کھا سکتا ہے مگر خدا کا محبوب نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ نبی کا بے وفا ہے۔ اس کا نبی کی ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

قانونِ محبت یہ ہے کہ جہاں شک پڑ جائے وہاں محبت کامل نہیں رہتی۔ اور جہاں تک ایمان کا تعلق ہے تو ایمان تو نام ہی غلامیٔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔ ایمان تو نام ہے ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق کا۔ ایمان تو ساری دنیا سے کٹ کر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی ہو جانے کا نام ہے۔ پڑھیئے حدیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جھوم جایئے:۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

تم میں سے ایک بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک بچوں سے بڑھ کر والدین سے بڑھ کر بلکہ ساری کائنات کے لوگوں سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہ کرے۔

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میراں ایماں ہو نہیں سکتا

3 "یا رسول اللہ" با وفا امتی ہونے کی علامت

اگر بے وفا اُمتی حقوق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جو کہ قرآن نے سورۂ اعراف آیت ۱۵۷ میں بیان کیے ہیں) کو زیر نظر رکھتے تو دماغ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں کہ قرآن میں کہیں تو لکھا مل جائے کہ نبی کی ذات کو موضوع بحث بنایا جائے۔ آقا کی زبان اقدس پر زبان درازی کی جائے۔ بخشش خدا کا فضل نبی کا صدقہ ہونے کی بجائے اپنے اعمال کا ثمر سمجھا جائے۔ نبی کی ذاتِ مقدس کو وسیلہ بنانا شرک سمجھا جائے۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کی محافل کو وقت کا ضیاع سمجھا جائے۔ بشریت کو درسوں کا موضوع بنایا جائے۔ حقوق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہیں یہ بات شامل نہیں۔ یاد رکھو! حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کسی کے کم کرنے سے نہ کم ہوتی ہے اور نہ ہی ان کا ذکر مٹانے سے مٹتا ہے بلکہ مٹانے والے خود تو مٹ سکتے ہیں مگر ذکرِ رسول نہیں مٹ سکتا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب کہا ۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا یا رسول اللہ

پھر مٹے بھی کیسے جبکہ خود خدا نے اعلان فرما دیا اور بلکہ آقا کو یہ باور کرا دیا کہ "وَ رَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ" اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم نے آپ کا ذکر آپ کیلئے بلند کر دیا" اب کوئی ذکرِ رسول کرے تو یہ اس کے اپنے بھلے کی بات ہے اور جو نہ کرے اس کے نہ کرنے سے مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کوئی کمی نہیں آئیگی۔ مجھے یہاں پر ایک لطیفے کے طور پر ایک بات یاد آئی جو کہ موقع کی مناسبت سے بیان کر دی جائے تو بے جانہ ہوگی۔ بات یہ ہے کہ ایک مسجد میں دیوار پر یا اللہ - یا رسول اللہ نقش تھا۔ ایک پڑھے لکھے جاہل شخص نے جب "یا رسول اللہ" لکھا دیکھا تو وہ گھبرا گیا اور دکان سے چونا لے کر آیا اور لفظ یا رسول اللہ پر سفیدی پھیر دی تھوڑی دیر سوکھ جانے کے بعد دیکھا وہ تو پہلے سے بھی زیادہ واضح نظر آنے لگا۔ پھر گیا اور سوچنے لگا۔ آخر سوچ کر ہتھوڑی لیکر آ گیا اور اس لفظ یا رسول اللہ کو کھودنے لگ پڑا جب کھود چکا تو دیکھا اب تو اور خوبصورت نظر آنے لگا اب اور پریشان ہو گیا۔ اب جلدی سے گھر گیا اور سیمنٹ لے آیا پھر اس کو بھرنے لگا۔ جب بھر چکا اب دیکھا کہ وہ تو ساری دیوار میں علیحدہ اور واضح نظر آنے لگ پڑا۔ اب دیکھا اس نے یا رسول اللہ مٹانے کیلئے کیا کچھ نہ کیا لیکن اس نے قرآنی فیصلے اور رحمانی اعلان کو نہ سنا تھا "وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ" ہاں اتنا کرنے سے اسے تو کچھ نہ ملا مگر ہمارے ہاں اور آقا کی بارگاہ میں بے وفا ہونے کا پتا چل گیا۔ اور اس وقت بھی ہمارا تو درس اتحاد فقط اسی ایک شرط پر ہے بقول قلندری ۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

۶ "یا رسول اللّٰہ" ندایہ کلمہ ہے

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ ندایہ کلمہ ہے۔ جو غلام اپنے آقا کو پکارنے کیلئے استعمال کرتا ہے۔ بدقسمتی سے جو بے وفا اُمتی اپنے آقا کو پکارنے کیلئے یارسول اللہ کہنا گوارہ بھی نہ کرے اور قیامت کو شفاعت و بخشش کا طلب گار بھی ہو۔ یہ صرف اس کا خیال ہے جو کہ بڑا محال ہے۔ یاد رکھو ربّ کی بخشش، ربّ کی رحمت، ربّ کا فضل اور ربّ کا کرم یہ سب صدقہ ہے نبی کا۔ اوران عطاؤں کا اہل بننے کیلئے غلامی رسول کا وسیلہ درکار ہے۔ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ (پ۵۔ سورۃ النساء: ۶۴) درکار ہے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ (پ۲۶۔ سورۃ الفتح: ۲) والی حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سفارش درکار ہے۔

یاد رکھیں پکارنے کیلئے پانچ حروف استعمال ہوتے ہیں: یا، ایھا، حیھا، اے، ہمزہ مفتوحہ ان کو حروفِ ندایہ کہتے ہیں مگر چونکہ فی الوقت "یا" کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ نزاع بناہوا ہے۔ سو اسی کو موضوع بحث بنایا گیا۔ کیا نبی کو پکارنے سے چشم پوشی کی جائے! آقا کو بلانے سے اغماض برتا جائے۔ نہیں نہیں! باوفا اُمتی اپنے نبی کو ہر دم پکارے گا۔ لابدی امر ہے۔ جو بھی نبی کو پکارے گا۔ راہِ ہدایت پوچھنے کیلئے پکارے گا۔ توسل کیلئے پکارے گا۔ شفاعت کیلئے پکارے گا۔ جھولی بھرنے کیلئے پکارے گا۔ صراطِ مستقیم کی طلب کریگا۔ استمداد کیلئے سوال کریگا۔ کیونکہ نبی اور اُمتی کا رِشتہ دینے اور لینے کا ہے۔ یہ برابری کا رشتہ نہیں ہے۔ اوراگر یہ جواز پیش کیا جائے کہ لفظ "یا" تو زِندہ شخص کو پکارنے کیلئے استعمال ہوتا ہے اور حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بقول پڑھے لکھے جاہلوں کے معاذ اللہ استغفر اللہ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں (تقویۃ الایمان، مولوی اسمٰعیل دہلوی) اور صحابہ تو حضور آقا کو زندہ پاکر یارسول اللہ کہتے ہیں۔ اب ہم کیا کریں۔ تو اس کیلئے مختصر جواب یہ کہ ہم دن میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں۔ پانچوں نمازوں کے تشہد میں السلام علیک ایھا النبی تقریباً ۲۴ مرتبہ پڑھتے ہیں اور "ایھا" لفظ "یا" سے زیادہ قوی ہے اور یہ حکم قیامت تک کیلئے جاری ہے اور اس میں لفظ استعمال ہوا اَلسَّلام عليك' اس میں "ك" بھی عربی قواعد کے مطابق حاضر کیلئے استعمال ہوتا ہے اب بتاؤ یہاں کیا سمجھ کر سلام بھیجو گے.....؟

دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کم از کم جہالت کے پردے ہٹا کر حسد و عناد کے خول سے باہر آ کر کلمہ طیبہ کا ترجمہ ہی کر کے دیکھ لیں ملاحظہ ہو:۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

ہاں اگر مولوی قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ (تحذیر الناس) رکھا جائے پھر تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا جائز نہیں اور اگر یہ معنی کرو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر یا رسول اللہ پکارنا بلا شک جائز ہے۔ پھر افسوس آج حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمتی ہی دوسرے اُمتی کو نبی کو بلانے اور پکارنے سے منع کر رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو بلانے کے آداب بھی خود ہی سکھا دیئے ہیں۔

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ۲۶۔ سورۃ الحجرات:۲)

اور ان کے حضور بات چلاّ کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو

کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

5 "یا رسول اللہ" حکمِ الٰہی کی تعمیل ہے

قرآن شاہد ہے کہ اللہ پاک نے اپنے جس نبی کو بھی بلایا تو اس کا نام لے کر بلایا۔ ملاحظہ ہو:۔

- يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (پ۱۔ سورۃ البقرہ:۳۵)

  اے آدم تو اور تیری بی بی جنت میں رہو۔

- يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا (پ۱۲۔ سورۂ ھود:۴۸)

  اے نوح کشتی سے اتر ہمیں ہماری طرف سے سلام۔

- يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى (پ۱۶۔ سورۂ مریم:۷)

  اے زکریا ہم تمہیں خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جن کا نام یحیٰی ہے۔

- يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (پ۱۶۔ سورۂ مریم:۱۲)

  اے یحیٰی کتاب کو مضبوط تھام۔

- يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ (پ۲۳۔ سورۂ ص:۲۶)

  اے داؤد بے شک ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ کیا۔

- وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ (پ۲۳۔ سورۃ الصافات:۱۰۴)

  اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم۔

- يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ (پ۳۔ سورۂ آل عمران:۵۵)

  اے عیسیٰ میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔

اللہ خالق و مالک ہے جس طرح چاہے اپنی مخلوق کو بلائے بلکہ یاد آیا قرآن کا بغور مطالعہ کریں تو پتا چلے گا جس طرح انبیاء کو ان کے ناموں سے بلایا اسی طرح ان کی قوموں کو بھی نام کے ساتھ پکارا۔ ملاحظہ ہو: "یا بنی اسرائیل" "یا اہل الکتاب"۔ مگر جب آمنہ کے لال، عبد اللہ کے چاند، مکّہ کے دُرِ یتیم حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باری آئی تو پورے قرآن میں کسی مقام پر اپنے محبوب کا نام "یا محمد" لیکر نہ پکارا بلکہ جب بھی بلایا تو محبت کے ساتھ کہا "یا ایہا النبی" (احزاب) (یا نبی اللہ، اے نبی) پھر پیار آیا تو کہا "یا ایہا الرسل" (یا رسول اللہ، اے رسول) (المائدہ) "یا ایہا المزمل" (المزمل) "یا ایہا المدثر" (المدثر) "یٰسین" (یٰس)۔

اور مزے کی بات یہ ہے کہ جس طرح اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذاتی نام سے نہیں پکارا اسی طرح قرآن میں اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر نہیں پکارا بلکہ ہمارے ساتھ بھی محبت کرتے ہوئے کہا:۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" اے ایمان والو۔ کیونکہ مسلم ہمارا نام اور مومن ہونا ہماری صفت اور مقام ہے۔

اللہ نے یا نبی اللہ، یارسول اللہ، یامدثر کہہ کر اپنی سنت بھی عطا کر دی اور ساتھ ہی بندوں کو اس طرح ادب کے ساتھ بلانے کا طریقہ اور سلیقہ بھی دے دیا۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ (پ۱۸۔ سورۃ النور:۶۳)

رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

یعنی براہِ راست یا محمد کہہ کر نہ بلاؤ بلکہ جب بھی بلاؤ بڑے ادب کے ساتھ بلاؤ اور اس طرح کہو:۔

"یارسول اللہ، یانبی اللہ، یاحبیب اللہ، یاشفیع المذنبین، یارحمۃ اللعالمین، یاخاتم النبیین، یاشمس الضحیٰ، یابدر الدجیٰ، یاسیّد البشر"

بڑے باادب طریقے سے عقیدت و محبت کے ساتھ عشقِ نبی میں ڈوب کر پکارو، ورنہ یہ وعید بھی سنا دی کہ "تمہارے اعمال ختم کر دیئے جائیں گے، اور تم کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی"۔

سبحان اللہ! پھر یہ تعلیم اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو سامنے بٹھا کر دی اور اگر نبی کو "یا" کے ساتھ ندا کرنا شرک ہوتا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اسی وقت فرماتے آقا پکارنا تو صرف ربّ کیلئے ہے پھر یاایہا النبی (یانبی اللہ) کیوں کہیں۔

معلوم ہوا یارسول اللہ ـ حکمِ ربّ کی صرف تعمیل ہے۔

"یا رسول اللہ" کلمہ مستعان ہے

ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ حقیقی مستعان اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر مجازی مستعان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی رب تعالیٰ کی عنایات اور رحمتوں کے تقسیم کرنے والے آپ ہیں۔ جس طرح رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس مقام و مرتبہ سے نوازا:

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ (پ۵۔ سورۃ النساء:۸۰)

جس نے بھی رسول کی اطاعت کرلی پس تحقیق اس نے رب کی اطاعت کرلی۔

یعنی یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت کہہ کر یہ بتادیا کہ میری اور میرے محبوب کی اطاعت ایک ہے۔ اسی طرح حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنا خدا ہی سے مدد مانگنا ہے۔ کیونکہ خدا اور رسول ذاتیں دو ہیں مگر ان میں مدد ایک ہے قرآن شاہد ہے:۔

کُلًّا نُّمِدُّ ہٰۤؤُلَآءِ وَ ہٰۤؤُلَآءِ مِنۡ عَطَآءِ رَبِّکَ (پ۱۵۔ سورۃ الاسراء:۲۰)

ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے۔

اس آیت میں "ربھم" کی بجائے "ربك" لگا کر واضح کر دیا کہ دیتا میں ہوں مگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے صدقے۔ خدا اور رسول دو ذاتیں ہیں، مگر ان کا غنی کرنا ایک ہے فرمایا:۔

اَغۡنٰہُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ (پ۱۰۔ سورۃ التوبہ:۷۴)

اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا۔

اور جو لوگ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا سے جدا کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں ان کے بارے میں وعیدِ ربانی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا (پ۶۔ سورۃ النساء:۱۵۰،۱۵۱)

وہ لوگ جو اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں سن لو یہی لوگ پکے کافر ہیں۔

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

7 "یا رسول اللہ" لفظ فاروق ہے

میں نے ایک بات شروع میں اشارۃً کہی تھی دوبارہ ملاحظہ ہو کہ یارسول اللہ اور یااللہ میں فرق کیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یااللہ کہنے سے انسان اللہ کا ہو جاتا ہے مگر یارسول اللہ کہنے سے اللہ بندے کا ہو جاتا ہے۔

جب مسلمانوں کے مقابلے میں مسیلمہ کذاب کے ۶۰ ہزار سپاہی تھے اور مسلمانوں کی تعداد کم تھی جب مقابلہ شدت پکڑ گیا اور مسلمان مجاہدین کے پاؤں اُکھڑنے لگے تو فوج کے سپہ سالار خالد بن ولید نے بھی "یا محمد" کی ندا بلند کی۔

کیونکہ نعرہ توحید دونوں طرف تھا نعرہ تکبیر کی آواز دونوں طرف گونجتی تھی لیکن منافقوں اور مومنوں کے درمیان فرق واضح کرنے کیلئے "یا محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)" کی صدا بلند کی گئی ہے۔

اس وقت منافقوں اور مومنوں کے درمیان، صحابہ اور مرتدین کے درمیان، اسلام اور کفر کے درمیان صرف یہ نعرہ تھا جو کہ فرق دے رہا تھا۔ "محمد فرق بین الناس" (بخاری شریف) محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مومن اور منافق شخص کے درمیان فرق کرنے والا ہے آج بھی منافق اور مومن کے درمیان یارسول اللہ کی صدا بلند کی جاسکتی ہے تاکہ فرق واضح رہے۔

یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سن کر اگر دل میں گھٹن محسوس ہو چہرے شریف پر بل اور طبیعت شریف بلاوجہ مچل جائے اور جسم میں خواہ مخواہ زلزلہ آجائے تو سمجھ لو کہ یہ مسیلمہ کا حواری ہے ایسے لوگوں کی پہچان خود خدا اپنے قرآن میں بھی کراتا ہے:۔

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوۡلِ رَاَیۡتَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡکَ صُدُوۡدًا (پ۵۔ سورۃ النساء:۶۱)

اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

نبی کا جو غلام ہے
ہمارا وہ امام ہے

8 "یا رسول اللہ" ایک دعا ہے

یارسول اللہ تجدید تعلق کی دعا ہے۔ مستقبل کی آرزو ہے کہ یارسول اللہ! اس سال بھی نعتوں کے گجرے دُرودوں کے تحفے آپ کی بارگاہِ مقدسہ میں بھیجوں۔ یارسول اللہ! اس سال بھی اللہ تعالٰی میلاد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مہینہ میری قسمت میں لکھ دے تاکہ اس سال بھی گلی گلی پھر کر آپ کے عشق کی سوغات اور محبت کے پیغام اور زیادہ عام کر سکوں۔ یارسول اللہ! اس سال بھی درِ اقدس کی حاضری نصیب ہو۔

9 "یا رسول اللہ" حرفِ طلب ہے

یارسول اللہ تمہید ہے کچھ طلب کرنے کی جس میں مدعا پوشیدہ ہے۔ شاید سائل کو مانگنے کا طریقہ نہیں آرہا۔ اور جب سائل کو مانگنے کا طریقہ وسلیقہ آیا تو نبی کی غلامی مانگی، سائل کہتا ہے "اسئلك مرافقتك فی الجنة" (مسلم شریف) حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت اور غلامی کا سوال کیا پھر آقا نے فرمایا "او غیر ذالك" اور بھی کچھ مانگ۔ اسی مفہوم کو شمس الشعراء جناب صاحبزادہ پیر سیّد نصیر الدین نصیر گولڑوی نے اپنے انداز میں یوں بیان کیا ۔

سلطانِ مدینہ کی زیارت کی دعا کر
جنت کی طلب چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ

لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مانگتے ہوئے یہ نہ سمجھا جائے کہ فقط رسول سے مانگ رہا ہوں بلکہ یہ سمجھو کہ خدا سے مانگ رہا ہوں۔ محمد کے واسطے کے ساتھ کیونکہ خدا اور رسول دونوں ذاتیں جدا ہیں مگر دونوں کا عطا کرنا ایک ہے۔ دونوں کا طلب کو پورا کرنا ایک ہے۔ قرآن کہتا ہے:۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ (پ٦۔ سورۃ المائدہ:٥٥)

بے شک تمہارا مددگار اللہ اور اس کا رسول ہے۔

کیونکہ واحد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہے جس کا تعلق ادھر خدا سے بھی اور اِدھر مخلوق سے بھی ہے۔ معلوم ہوا خدا واسطہ رسالت محمدی کے بغیر اپنے بندوں سے مخاطب نہیں ہوتا اور ادھر مخلوق واسطہ رسالت محمدی کے بغیر خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتی۔ اس لئے آقا نے ارشاد فرمایا: "انما انا قاسم واللہ یعطی" (حدیث) بے شک میں ہی تقسیم کرتا ہوں اور اللہ عطا کرتا ہے۔ اسی مقام پر صاحبزادہ پیر سیّد نصیر الدین نصیر شاہ گولڑوی پکار اُٹھے ۔

دے سکتے ہیں کیا کچھ کہ وہ کچھ دے نہیں سکتے
یہ بحث نہ کر ہوش میں آ اور بھی کچھ مانگ

10 "یا رسول اللہ" میں سلام پنہاں ہے

یہ درود و سلام کا مخفف ہے کہ آقا میرا سلام قبول ہو۔ لہٰذا یا رسول اللہ کہنا خدائی حکم وسلموا تسليما کی تعمیل ہے۔ یہ الصلوٰة والسلام کا تکملہ ہے۔ انظر حالنا کا ابتدائیہ ہے اور یہ السلام عليك ايها النبی کا مترادف ہے۔ اسی لئے مولوی رشید احمد گنگوہی کو بھی کہنا پڑا کہ

"یارسول اللہ قبر کے دور یا نزدیک سے بھی درود شریف سمجھ کر کہے تو درست ہے۔"

(مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۴۳۴)

11 "یا رسول اللہ" کیا ہے

یارسول اللہ ایک سوچ ہے آقا سے اظہارِ عقیدت کی۔ اک فکر ہے امام الانبیاء کو متوجہ کرنے کی۔ اک تحریک ہے شافع محشر سے عقیدت کی۔ ایک عقیدہ ہے سردارِ دو جہاں سے اظہارِ غلامی کا۔ ایک پہچان ہے سرورِ کونین سے وفاداری کی۔ ایک استعارہ ہے رسولِ مختار سے استمدا کا۔ اک کنائیہ ہے ساقی کوثر سے خیرات طلب کا۔ اک اشارہ ہے ختم الرسل سے انظر حالنا کا۔ اک علامت ہے نسبتِ رسول کی۔ اک ابتداء ہے وارفتگی شوق کی۔ اک نعرہ ہے ربط رسالت کا۔ اک وسیلہ ہے تعلق باللہ کا۔ اک وظیفہ ہے مریضانِ محبت کا۔ اک طلب ہے نورِ مجسم سے نگاہِ کرم کی۔ اک باوفا اُمتی کے دل کا درد ہے۔ ایک بنائے اتحاد اُمت ہے۔ اک سفر ہے عروج کی طرف۔ ایک رِم جھم ہے ابر کرم کی۔ اک علاج ہے لاعلاجوں کا۔ اک سکون ہے بے قراروں کا۔ اک بلاوا ہے نظامِ رحمت کو متوجہ کرنے کا۔

اب ٹھہریں تھوڑی دیر کیلئے یہ سوچنا ہے کہ رسول کی ذات وسیلہ بن سکتی ہے یا نہیں۔ اور اگر بن سکتی ہے اور یقیناً بن سکتی ہے تو وسیلہ بغیر ندا کے نہیں ہو گا۔ جس طرح کسی کام میں بھی شخص کو وسیلہ بنائیں تو اس کو آواز دیں گے یا پکاریں گے۔ بغیر پکارنے اور آواز دینے کے وہ وسیلہ نہیں بنے گا۔ اور بغیر وسیلے سے کام نہیں ہو گا۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں:۔

لا سبيل الى السعادة والفلاح لا فى الدنيا ولا فى الآخرة على ايدى الرسل،

ولا ينال رضى الله البتة الاعلى ايديهم (زادالمعاد، ص۲۷)

دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح رسولانِ گرامی کے ہاتھوں سے ہی مل سکتی ہے

اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان ہی کی بدولت میسر آسکتی ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبل از پیدائش وسیلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لما إقترف آدم الخطيئة قال يا رب أسألك بحق محمد لما غفرت لي فقال الله يا آدم و كيف عرفت محمداً ولم أخلقه؟ قال يا رب لأنك لما خلقتني بيدك ونفخت في من روحك رفعت رأسي فرأيت على قوائم العرش مكتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت أنك لم تضف إلى إسمك إلا أحب الخلق إليك فقال الله صدقت يا آدم إنه لأحب الخلق إلي إدعني بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك، هذا حديث صحيح الإسناد (المستدرک، کتاب التاریخ)

جب آدم سے لغزش سرزد ہوئی توانہوں نے دعامانگی اے میرے ربّ! میں تجھ سے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے دعامانگتاہوں کہ میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایااے آدم! تم نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کیسے پہچاناحالانکہ میں نے انہیں ابھی پیدا ابھی نہیں کیا۔ عرض کیامیرے ربّ! جب تُو نے میرا جسم اپنے دستِ قدرت سے بنایااور میرے اندر روح پھونکی توکیادیکھتاہوں کہ عرش کے پایوں پر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھاہواپایا۔ میں نے جان لیا کہ تونے اپنے نام کیساتھ اس ہستی کانام لکھاہواہے جوتجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آدم تونے سچ کہاوہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ تم مجھ سے ان کے وسیلے سے دعامانگو میں نے تمہاری مغفرت فرمادی اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدانہ کرتا۔

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

علامہ ابن قیم کہتے ہیں:۔

عن ابن عباس كانت يهود خيبر تقاتل غطفان فلما التقوا هزمت يهود فعادت يهود بهذا الدعاء وقالوا انا نسألك بحق محمد النبي الامي الذي وعدتنا ان تخرجه لنا في آخر الزمان الا تنصرنا عليهم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان کے ساتھ حالتِ جنگ میں رہتے تھے ایک مقابلے میں یہودی شکست کھاگئے توانہوں نے یہ دعامانگی اے اللہ! ہم تجھ سے نبی اُمی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے طفیل دعامانگتے ہیں۔ جنہیں تونے آخری زمانے میں ہمارے پاس بھیجنے کاوعدہ فرمایا۔ توہمیں غطفان کے خلاف ہماری مدد فرما۔

حیات ظاہری میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل

امام طبرانی معجم صغیر میں راوی ہیں کہ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

انما سمعت رسول اللہ یقول فی متوضئی لیلا لبیك لبیك لبیك نصرت نصرت نصرت قلت یارسول اللہ سمعتك تقول فی متوضعك لبیك لبیك لبیك نصرت نصرت نصرت كانك تكلم انسانا فهل كان معك احد فقال هذا راجز بنی كعب یستصرخنی ویزعم ان قریشا اعانت علیهم بنی بكر قالت فاقمنا ثم صلی الصبح بالناس فسمعت الراجز ینشده (شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی مختصر سیرت الرسول مکتبہ سلفیہ لاہور، ص ۳۲۳)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرماتے ہوئے تین مرتبہ لبیک کہی اور تین مرتبہ نصرت فرمایا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نصرت فرماتے ہوئے سنا، جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرمارہے ہیں۔ کیا وضو خانے میں کوئی آدمی آپ کے ساتھ تھا؟ آپ نے فرمایا، یہ بنو کعب کا رجز تھا جو مدد کیلئے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی امداد کی ہے۔ تین دن کے بعد آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی تو میں نے سنا رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا۔

یہ بھی صحابہ ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے بارگاہِ رسالت میں فریاد کی اور ان کی فریاد سنی گئی۔ معلوم ہوا صحابہ کرام دُور سے بھی اپنے آقا کو مدد کیلئے پکارتے تو آقا نہ صرف آپ کی آواز سنتے بلکہ امداد بھی فرماتے۔ جبکہ آقا سائل کے سامنے موجود نہ ہوتے۔

بعد از وصال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل

- امام قسطلانی ابن منیر سے نقل کرتے ہیں، جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع ملی تو روتے ہوئے حاضر ہوئے اور چہرۂ انور سے کپڑا اُٹھایا اور یوں عرض کرنے لگے:۔

ولو ان موتك كان اختياراً لجدنا لموتك بالنفوس، اذكرنا يا محمّد ! عند ربك ولنكن على بالك

اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کے وصال کیلئے اپنی جانیں قربان کر دیتے

حضور اب ربّ کے پاس ہمیں بھی یاد کرنا اور ہمارا خیال ضرور رکھنا۔

- سیّدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں مبارک سُن ہو گیا۔

(ترجمہ) ایک شخص نے آپ سے کہا اس شخص کو یاد کرو جو تمہیں تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہو انہوں نے کہا "یا محمد"۔

ان کا پاؤں اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ (ابوزکریا یحییٰ بن اشرف النووی الاذکار، ۲۷۱)

یہاں تک تو یہ ثابت ہو گیا کہ جہاں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس طرح قبل از پیدائش اور حیات ظاہرہ میں وسیلہ ٹھہرایا گیا اور جائز بھی ہوا۔ اسی طرح مذکورہ دو جلیل القدر اصحاب کی عبارات سے یہ ثابت ہوا کہ بعد از وصال بھی حضور علیہ السلام کو وسیلہ ٹھہرانا اور لفظ ندا "یا" سے پکارنا جائز ہے۔ اب جب تیرہ صدیاں قبل ایک کام جائز تھا اور کوئی فتویٰ لگانے والا نہ تھا تو چودھویں صدی میں آخر پڑھے لکھے جاہل مفتیان نے اس کو کیوں ناجائز قرار دے کر فتوؤں میں پیسنا شروع کر دیا۔

اب سوچنا یہ ہے کہ کیا یہ حضرات واقعی قرآن و سنت کے مطابق یہ کام کر رہے ہیں۔ یا قرآن و سنت کے خلاف طاغوتی و سامراجی سازش کو کامیاب بنانے کے درپے ہیں ہاں اس بات کی وضاحت کرنا نہ صرف فائدہ مند ہو گا بلکہ ان پڑھے لکھے کم خرد حضرات کی حقیقت بھی واشگاف ہو گی اور ہاں سنیے وہ سازش یہ ہے کہ مسلمان کے سینے سے کسی نہ کسی طریقہ سے محبتِ رسول کو نکال دیا جائے۔ اور یہ ان حضرات کا صرف خیال ہے جو کہ بڑا محال ہے۔ ورنہ جب غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قافلہ بر سر میدان نکلا تو صرف اور صرف یہ کہتے ہوئے کہ ۔

غلامانِ محمد ﷺ جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

ان کا قلع قمع کر دیں گے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ کیا قرآن وحدیث سے وسیلہ پکڑنا ثابت ہے یا نہیں۔ کیونکہ آج کل تو الاماشاء اللہ ہر کام قرآن وسنت کے خلاف ہوتا ہوا ہر کسی کو نظر آتا ہے مگر کوئی قرآن وسنت کا نہ ثبوت مانگتا ہے اور نہ ہی اس پر فتویٰ ٹھونستا ہے۔ لیکن جب بھی عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عظمتِ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کی بات چلتی ہے تو فوراً قرآن وحدیث سے ثبوت طلب کیا جاتا ہے اور ناجائز، بدعت اور شرک کے فتوؤں سے نوازا جاتا ہے۔ تو آیئے! پڑھیے، سنئے اور جھوم جھوم اُٹھئے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (پ٦۔ سورۃ المائدہ:٣٥)

اللہ کی طرف جانے کیلئے وسیلہ تلاش کرو۔

اس آیت کے معانی ہوئے کہ اللہ کا قرب پانے کیلئے، اللہ کی عطاء، اللہ کی رحمت، اللہ کا فضل اور اللہ کی امداد حاصل کرنے کیلئے وسیلہ چاہئے۔ اور وسیلہ بقول شاہ اسماعیل شہید کے کبھی نیک اعمال اور کبھی نیک لوگ مراد لئے گے۔ (صراطِ مستقیم)

تو اگر نیک اعمال اور نیک لوگ وسیلہ بن سکتے ہیں تو آقا علیہ السلام کی ذات یہ حق بدرجہ اولیٰ رکھتی ہے۔ اب وسیلہ کیلئے پکارنا پڑتا ہے اب سوال یہ پیدا ہوا کہ جب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرایا جائے اور آواز دی جائے یا پکارا جائے تو کیسے اور کس طرح پکارا جائے کیونکہ ان کا مقام تو یہ ہے کہ اگر جلیل القدر فرشتہ جبرائیل امین بھی ان کے گھر آجائے تو اسے بھی نام لیکر آواز دینے کی اجازت وجرأت نہیں ہے۔ تو ربّ تعالیٰ نے دیکھا کہ جب میرے بندے اور میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمتی درِ محبوب پر اپنی درخواشت پیش کرنے اور میرے حکم کے مطابق یعنی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الآیہ (پ۵۔ سورۃ النساء:٦۴)

اور ادھر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں۔

جب بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوں تو کہیں ان کے نام مبارک کے ساتھ ان کو فقط اپنے جیسا یا اپنا بڑا بھائی تصور کرتے ہوئے پکار کر یا آواز دے کر بے ادبی نہ کر ڈالیں۔ اس لئے پہلے تو اپنے بندوں کو درِ محبوب پر حاضر ہونے کا سلیقہ بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو تو پہلے صدقہ دو اور پھر جب بارگاہِ رسول مقبول میں پہنچ جائیں تو پھر یہ قانون اور ضابطہ بنا کر قرآن کی صورت میں پیش کر ڈالا۔

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (پ٢٦۔ سورۃ الحجرات:٢)

کہ میرے محبوب کو اس طرح آوازیں نہ کسنا جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

اب ذرا عقل وعناد کے پردے اُٹھا کر دیکھنا ہے کہ کیا ہم اپنے پیارے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اے عباس کے بھتیجے، اے عبد اللہ کے بیٹے، اے بشر، اے بڑے بھائی، اے ہمارے جیسے انسان یا اس طرح کے کسی اور لقب سے پکار سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آیتِ مذکورہ نازل کر کے بے ادبی کے ساتھ پکارنے کے سارے دروازے بند کر دیئے ہیں۔

- بلکہ اسی آیت کی تفسیر میں علامہ امام احمد صاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ) حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام کنیت لے کر نہ پکارو بلکہ ان کو تعظیم و تکریم اور توقیر کے ساتھ پکارو یعنی اس طرح پکارو: یارسول اللہ، یانبی اللہ، یاامام المرسلین۔

- تفسیرِ کبیر میں ہے:۔

(ترجمہ) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو یوں نہ کہو یا محمد! یااباالقاسم! بلکہ یوں عرض کرو: یارسول اللہ، یانبی اللہ۔

- ابو محمد مکی فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ) کلام میں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سبقت نہ کرو اور آپ سے ہم کلام ہوتے ہوئے سختی سے بات نہ کرو اور نہ ہی آپ کا نام لے کر پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ تعظیم و توقیر اور اشرف ترین اوصاف سے آپ کو ندا کریں جن سے ندا کرنا آپ نے پسند فرمایا اور یوں کہیں: یارسول اللہ، یانبی اللہ۔ اور جس طرح یہ حکم آقا علیہ السلام کی حیات میں تھا اسی طرح یہ حکم بعد از وصال بھی ہو گا۔

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی پوری تاریخِ زندگی کا مطالعہ کرو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں رسولِ مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے طرح طرح کے قریبی رِشتہ دار بھی موجود تھے۔ حضرت عباس اور حضرت حمزہ چچا تھے۔ حضرت علی چچازاد بھائی تھے۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق سسر تھے۔ حضرت عثمان داماد تھے۔ مگر خدا کی قسم! اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کبھی حضرت عباس اور حضرت حمزہ نے رسول کو اے بھتیجے کہہ کر پکارا ہو۔ حضرت علی نے اے بھائی کہہ کر پکارا ہو۔ یا حضرت ابو بکر اور حضرت فاروق اعظم نے اے داماد کہہ کر پکارا ہو۔ اور نہ ہی ابن عبد اللہ کہہ کر پکارا۔ اسی طرح کبھی بھی کسی نے بھی نہ یا محمد کہہ کر آواز دی اور نہ ہی یااباالقاسم کہہ کر آواز دی۔ (رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین)

آخر معزز قارئین کرام! اتنی رشتہ داریاں ہونے کے باوجود رشتوں کے القابات سے کیوں نہ پکارا گیا۔ صرف ایک ہی وجہ نظر آتی ہے کہ محبتِ رسول اور عشقِ رسول میں وہ اتنے مستغرق تھے کہ انہیں بس اتنا یاد تھا کہ ہم اُمتِ مصطفیٰ اور غلام مصطفیٰ ہیں۔ اور ہم پلہ اور برابری کا تو وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے۔ یہاں پر مجھے ایک روایت یاد آ رہی ہے یہاں اس کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

ایک مرتبہ کسی صحابی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ بڑے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں بس فرق یہ ہے کہ پیدا میں پہلے ہو گیا تھا۔

ذرا غور فرمائیں کہ یہاں بات بڑی واضح تھی کہ عمر میں کون بڑا ہے مگر آپ نے اپنی عمر کی بڑھائی کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزت وو قار پر قربان کر دیا۔

اس کو مزید آسان بنانے کیلئے ایک مثال کے ساتھ سمجھانا مناسب سمجھتا ہوں کہ

جب وقتِ نماز امام مصلّٰی امامت پر امامت کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پیچھے مقتدیوں میں کبھی کبھی امام کا باپ، امام کا دادا، امام کا بھائی، امام کا بیٹا بھی ہوتا ہے۔ تو مسئلہ تو یہ ہوتا ہے کہ وہ نیت کے وقت صرف یہی کہیں گے بہٰذا الامام پیچھے اس امام کے۔ اب اگر باپ یہ کہے کہ پیچھے اپنے بیٹے کے یا دادا یہ کہے کہ پیچھے اپنے پوتے کے یا بھائی یوں کہے کہ پیچھے اپنے بھائی کے تو کیا اقتداء کی نیت دُرست ہو گی؟ ہر گز نہیں۔ اقتداء اسی وقت درست ہو گی جب یہ سب اپنی رشتہ داریاں پیچھے چھوڑ کر صرف یہ کہیں گے پیچھے اس امام کے۔ کیونکہ جب امام مصلّٰی امامت پر کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر اس وقت رشتہ داریاں یاد کرنا جائز نہیں، بلکہ ہر شخص کیلئے خواہ اس کا کتنا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اس کو امام ہی کہنا پڑے گا۔

حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کا امام بلکہ امام الاوّلین والآخرین بنا کر رسالت کے مصلے پر کھڑا کر دیا تو اب سارے عالم کیلئے چاہے وہ رسول کے کتنے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اب وہ بیٹا، بھتیجا، پوتا، بھائی، بشر بلکہ آپ کے اسم مبارک اور کنیت کے ساتھ بھی نہیں پکاریں گے بلکہ جب بھی پکاریں گے تو یہی کہیں گے اے اللہ کے رسول جسے عربی میں یوں پڑھا جائے گا "یارسول اللہ" اے اللہ کے نبی جسے عربی میں "یانبی اللہ" پڑھا جائے گا۔

اس طرح ایک اور مثال یہ ہے:۔

کہ ایک شخص ہائی کورٹ کا جج ہے وہ ضرور کسی کا بیٹا، کسی کا باپ، کسی کا بھائی، کسی کا پوتا ہوتا ہے مگر جب وہ کرسی عدالت پر بیٹھتا ہے تو وہ صرف جج بن کر بیٹھتا ہے تو اب ہر شخص چاہے اس کا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو از روئے قانون جج صاحب ہی کہہ کر پکارنا پڑیگا۔ اور عدالت کے اندر باپ نے بیٹا، دادا نے پوتا، بھائی نے بھائی کہہ کر پکارا تو ان پر نہ صرف توہینِ عدالت کا مقدمہ چلے گا بلکہ سزا بھی ہو گی۔

بلا شبہ و مثال ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ربّ العالمین نے رسالت کے عظیم عہدہ سے سرفراز فرما کر کرسیٔ رسالت پر اور کرسیٔ شفاعت پر بٹھا دیا تو اب کوئی رشتہ دار ہو غیر رشتہ دار' ہر ایک کو یارسول اللہ یعنی اے اللہ کے رسول کہنا پڑے گا۔ اور اگر کسی نے ان کو بھائی، بھتیجا، بشر یا اپنے جیسا کہا تو نہ صرف گستاخیٔ رسول کا مقدمہ چلے گا بلکہ ربّ کی طرف سے سزا سنائی جائیگی جو کہ قرآن کے اندر مقرر کر دی گئی ہے۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ۲۶۔ سورۃ الحجرات:۲)

کہ پھر تمہارے اعمال ضبط کر لئے جائیں گے اور تمہیں کانوں کان خبر نہ ہو گی۔

برادرانِ ملّت! ذرا غور سے سوچئے کہ اب ان علماء و مصنفین حضرات کا کیا حال ہو گا جنہوں نے اپنی کتابوں کے اندر صراحتاً لکھا ہے کہ کسی نبی اور ولی کو دُور سے یہ سمجھ کر پکارنا کہ ہماری آواز سن لیتے ہیں، یہ شرک ہے اور کہنے والا مشرک ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ مسلمان مسلمان کو مشرک کرنے کے کیوں درپے ہے۔ حالانکہ کتبِ احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حدیث پڑھ کر ذہن روشن ہو جاتا ہے۔

واللہ ما اخاف بعدی ان تشرکوا او کما قال علیہ السلام

کہ مجھے اللہ کی قسم یہ خطرہ نہیں کہ میرے بعد تم مشرک ہو جاؤ گے۔

مجھے ان لوگوں کی کم عقلی پر غصہ بھی آتا ہے اور پھر ایسے لکھے پڑھے جاہلوں کی جہالت پر ہنسی بھی آتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کسی آواز کو دور سے سننا یہ صرف ربّ کی صفت ہے۔ اب جو ربّ کی صفت میں کسی کو شریک کریگا وہ مشرک ہو گا۔ میرے خیال میں اگر یہ حضرات قرآنِ پاک کا بغور مطالعہ کرتے تو اپنے اس وہم و کم علمی کا ازالہ کر سکتے تھے چلیں ان کی اس تشنگی کو بغیر طول دیئے قرآن و سنت کی ایک دو رِوایات سے دور کیے دیتا ہوں سورۂ نمل میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر وادیٔ نمل کے قریب پہنچا تو چیونٹیوں کی سردار منذرہ نے باقی چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے قدموں کے نیچے روندی نہ جاؤ جب اس نے یہ بات کہی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس وقت تین میل کے فاصلہ پر تھے قرآن پاک میں ہے:۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (پ۱۹۔ سورۃ النمل:۱۹)

آپ نے تبسم فرمایا اس کی بات پر۔

"من قولها" اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ پر اس کی آواز سنی پھر مسکرائے۔ معلوم ہوا کسی کا دور سے سننا صرف ربّ تعالیٰ ہی کی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کو بھی یہ طاقت و صفت عطا فرمائی ہے۔ ایک روایت ملاحظہ فرمائیں جس کو مسلم شریف نے نقل کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر خدمت تھے۔ اچانک آپ نے ایک آہٹ سن کر ہم سے پوچھا۔

تدرون ما هٰذا قال قلنا الله ورسوله اعلم

اے میرے صحابہ تم جانتے ہو کہ یہ آہٹ کیسی تھی؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

فقال هٰذا حجر رمی به فی النار منذ سبعین خریفا فهو یهوی فی النار الآن حتی انتهی الی قعرها

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آواز اس پتھر کی ہے جو کہ آج سے ستّر سال قبل دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور اب وہ جہنم کے نیچے پہنچا ہے۔ (مسلم شریف)

یہ رِوایات نصیہ و صحیحہ بتاتی ہیں کہ کسی کا دور سے سننے سے شرک لازم نہیں آتا اور نہ ہی یہ صرف ربّ تعالیٰ کی صفت ہے بلکہ ربّ تعالیٰ نے اپنے خاص و مقرب بندوں کو بھی اس صفت سے نوازا ہے۔

حالانکہ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے یہ ثابت کردیں کہ ربّ تعالیٰ نے خود کہا ہو کہ "میں بندے سے بہت دور ہوں" اگر یہ لکھا کہیں سے مل جاتا پھر تو مانتے کہ دور سے آواز سننا صرف ربّ کی صفت ہے۔ قرآن کا مطالعہ کیا تو ہمیں تو صرف یہ لکھا ہوا ملا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (پ۲۶۔ سورۂ ق:۱۶)

ہم تو بندوں کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

پھر فرمایا:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ (پ۲۔ سورۃ البقرہ:۱۸۶)

اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں آپ سے تو آپ ان سے فرمادیں کہ میں قریب ہوں۔

سوچنا یہ ہے کہ جب ربّ ہر کسی کے قریب ہے تو پھر کسی شخص کی دور سے آواز سننا چہ معنی کرد؟ ہاں ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ابھی ہم اس سے بہت دور ہیں۔ بلکہ دور ہوچکے ہیں اور اتنے دور ہوگئے ہیں کہ اب ہمیں ربّ دور نظر آنے لگا ہے۔ حالانکہ وہ تو ہمارے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اگر ان آیات پر غور کیا جائے تو پھر تو قریب سے سننا ربّ کی صفت ہوئی اب چاہئے تو یہ قریب سے سننے والوں کو بھی نہ پکارو، ورنہ شرک لازم آئے گا۔ تو پھر تو نہ کسی قریب والے کو پکارو اور نہ کسی دور والے کو پکارو اور ساری مخلوق کو بہرا تصوّر کر کے خود گونگے بن کر بیٹھ جاؤ۔

مسلمانو! سوچنے کا مقام ہے خوب سوچئے بلکہ سب مل کر سوچئے کہ ہم ہزاروں میل دور بیٹھنے والے شخص سے یہ سمجھ کر کہ وہ سن رہا ہے، ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہیں اور اس کو آواز دیتے ہیں پکارتے ہیں تو کیا ایسا کرنے سے یا یہ سوچنے سے کہ وہ ہماری آواز سن رہا ہے ہم مشرک ہو جائیں گے؟ یقیناً ہرگز نہیں!

تو اگر بجلی کی طاقت سے ہزاروں میل دور بیٹھنے والا ہمارے عقل کی پیداوار ٹیلی فون کے ذریعے ہماری پکار سن سکتا ہے۔ تو کیا نبی اپنی نبوت کی طاقت اور وَلی اپنی وِلایت کی خداداطاقت سے دور کی آواز نہیں سن سکتا۔ کیا معاذاللہ بجلی اور ٹیلی فون کی طاقت نبی اور ولی کی طاقت سے بڑھ کر ہے۔۔۔۔؟

یہاں ایک بات طبعاً کہے دیتا ہوں کڑوی ضرور ہوگی۔ مگر سچی بات ہے کہ سچ کہنے سے کبھی گریز نہیں کرتا۔ بات یہ ہے کہ اگر پاکستان میں بیٹھ کر اپنے مدرسے کے چندہ کیلئے کسی دوسرے ملک میں کسی کو ٹیلی فون پر اِمداد کیلئے پکاریں، مدد چاہیں، اور تمہاری پکار سن کر تمہاری مدد بھی کر دے تو کوئی شرک لازم نہیں آتا تو میں بڑے یقین سے کہتا ہوں کہ غلامِ مصطفیٰ دنیا کے کسی کونے میں بیٹھ کر محبت کے ساتھ عشق کی زبان سے وَجدان کی کیفیت میں سوز و مستی کی آواز کے ساتھ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اگر اپنے آقا و مولیٰ، تاجدارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارے تو آقا اس کی آواز سن بھی سن لیتے ہیں اور مدد بھی فرماتے ہیں۔ مگر ہاں یاد رکھئے صرف پکارنے میں ادب ملحوظ خاطر ہو اور نہایت کیف و مستی کے عالم میں ڈوب کر بس صرف پیار سے یہ کہہ دے ۔

يَا رَسُوْلَ اللهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
يَا نَبِيَّ اللهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنَا فِيْ بَحْرِ هَمٍّ مُّغْرَقٌ
خُذْ يَدِيْ سَهِّلْ لَنَا اَشْكَالَنَا

ان اشعار کو بھی قرآن سے اخذ کیا گیا ہے دیکھیں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تعلیم دیتے انہیں جو بات سمجھ نہ آتی فرماتے "راعنا یارسول اللہ" اس کا مطلب تھا یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے۔ یعنی کلام کو ذرا دوبارہ دوہرا دیں لیکن یہودیوں نے اس کو غلط رنگ دیا ان کی اس سازش کو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھانپ لیا تھا اور رنجیدہ ہو کر جب بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہی ہوئے تھے کہ ربّ تعالیٰ نے (راعنا) کہنے کی ممانعت فرمادی اور یہ آرڈر جاری کر دیا:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا (پ۱۔ سورۃ البقرہ:۱۰۴)

اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔

اور سنو شاعر نے غالباً "انظرنا" کو سامنے رکھتے ہوئے پوری رباعی لکھ ڈالی ۔

فریاد اُمتی جو کرے حال زار کی
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

اگر بے ادبی کے ساتھ پکارا تو پھر ربّ تعالیٰ کے اس اعلان کی طرف توجہ دو، جو فرمایا:۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ۲۶۔ سورۃ الحجرات:۲)

کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

اس لئے میں کہتا ہوں ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

ہاں بر سبیل تذکرہ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جس نے فقط آدم علیہ السلام کی بے ادبی کی وہ تو جنتی ہو کر بھی جہنم میں چلا گیا اور قیامت تک شیطان بنا کر روند دیا گیا۔ اور جو خاتم الانبیاء جناب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی یا گستاخی کرے اور بغیر دیکھے جنت میں جانے کا دعویٰ کرے یہ محض اس کا خیال ہے۔

معزز قارئین کرام! بات کافی طول پکڑ گئی ہے لہٰذا اب جس مقصد کیلئے اتنی طویل بحث کو چھیڑا یعنی اپنے محبوب و مکرم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لفظ "یا" کے ساتھ ندا کر سکتے ہیں یا نہیں۔ چند دلائل قرآن و حدیث اقوال صحابہ و محدثین و علماء کرام پیش خدمت ہیں، ملاحظہ ہوں۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کرنا سنتِ الٰہیہ ہے

دلیل نمبر ۱۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ (پ۲۱۔ سورۃ الاحزاب:۱)

یانبی اللہ! اللہ کا یونہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سننا۔

دلیل نمبر ۲۔

یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ (پ۶۔ سورۃ المائدہ: ۴۱،۶۷)

یعنی یارسول اللہ۔

یہاں پر یہ بات درج کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہو گی۔ اگر کوئی شخص سوال کر ڈالے کہ قرآن کے ان دو الفاظ (یاایہا النبی اور یاایہا الرسول) کے معنی تو صرف یا نبی اور یا رسول کے بنتے ہیں۔ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کیسے ہو گیا۔ تو عرض یہ ہے کہ چونکہ ربّ تعالیٰ خود اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخاطب ہے لہٰذا ربّ نے بڑے ادب کے ساتھ کہا (یارسول، یانبی) لیکن جب اُمتی اپنے نبی کو پکارے گا تو اسی طرح کہے گا یارسول اللہ (اے اللہ کے رسول) یانبی اللہ (اے اللہ کے نبی)۔

دلیل نمبر ۳۔

یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ (پ۲۹۔ سورۃ المدثر:۱)

اے بالا پوش اوڑھنے والے۔

دلیل نمبر۴۔

يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (پ۲۹۔سورۃالمزمل:۱)

اے جھرمٹ مارنے والے۔

دلیل نمبر۵۔

ترمذی شریف میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب معراج شریف پر تشریف لے گئے تو مدینے والے آقا نے اپنے پروردگار کو بہترین حالت میں دیکھا خدا تعالیٰ نے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے پوچھا:۔

یا محمد هل تدری فیم یختصم الملأ الاعلی؟ قلت: نعم فی الکفارات الآخر

یا محمد کیا تو جانتا ہے فرشتے کس چیز پر بحث کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ ہاں مولا میں جانتا ہوں وہ گناہوں کے کفاروں پر گفتگو کر رہے تھے۔

دلیل نمبر۶۔

اسی واقعہ کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوت میں اور مولانا اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں بھی نقل کیا۔

دلیل نمبر۷۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ (پارہ۱۸) کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے کہا:۔

قولوا یا رسول اللہ فی دفق ولین ولا تقولوا یا محمد بتجهم (تفسیر قرطبی، ج۱۳، ص۳۲۳)

حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑے ادب کے ساتھ یا رسول اللہ کہو اور گرج دار آواز میں نہ پکارو۔

دلیل نمبر۸۔

بخاری شریف میں ہے قیامت کے دن حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کہے گا:۔

ارفع راسك یا محمد (تطہیر الفواد من ونس الاعتقاد چھاپہ ترکی ۱۸۸)

دلیل نمبر۹۔

حضرت جبرائیل امین نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آکر عرض کی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:۔

یا محمد اخبرنی عن الاسلام (مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان)

دلیل نمبر۱۰۔

وفات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت حضرت جبرائیل کے ساتھ فرشتے حضرت اسمٰعیل نے عرض کی:۔

یا محمد ان اللہ ارسلنی الیک (مشکوٰۃ شریف باب وفات النبی)

دلیل نمبر۱۱۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک فرشتے کو اللہ نے ساری مخلوقات کی آوازیں سننے کی طاقت بخشی ہے وہ قیامت تک دُرود شریف سن کر عرض کرتا رہے گا۔

یا محمد صلی علیک فلان ابن فلان (شفاالسقام۱۴۶ القول البدیع ۱۳)

دلیل نمبر۱۲۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو رضوانِ جنت نے آپ کے کان مبارک میں یوں عرض کی:۔

البشر یا محمد فما لقبی لنبی علم رقد اعطیة فانت اکثرھم واشجعھم قلبا (انوار محمدیہ)

یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشخبری ہو آپ کو کہ میں نے ہر نبی کا علم آپ کو عطا کیا ہے
پس آپ کا علم تمام نبیوں سے زیادہ ہے اور آپ تمام سے زیادہ دلیر اور شجاع ہیں۔

دلیل نمبر ۱۳۔

حضرت ابو امامہ روایت کرتے ہیں کہ یہود کی ایک جماعت نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سی جگہ بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش رہے اور دل میں ارادہ کیا کہ جب تک جبرائیل نہ آئیں گے خاموش رہوں گا۔ چنانچہ جبرائیل تشریف لائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے یہ سوال کیا جبرائیل نے کہا اس معاملہ میں آپ سے زیادہ نہیں جانتا لیکن اپنے رب سے دریافت کروں گا اس کے بعد جبرائیل نے کہا:

یا محمد إنی دنوت من الله دنوا ما دنوت منه قط۔ قال: و کیف کان یا جبریل؟ قال: کان بینی وبینه سبعون ألف حجاب من نور۔ فقال: شر البقاع أسواقها وخیر البقاع مساجدها

(ترجمہ) یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آج خدا کی بارگاہ میں اتنا قریب پہنچ گیا کہ اس سے پہلے اتنا قرب کبھی حاصل نہ ہوا۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل کس طرح اور کس قدر؟ جبرائیل نے عرض کی اس قدر قریب ہوا کہ میرے اور خدا کے درمیان صرف ستّر ہزار پردے نور کے باقی رہ گئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ بدترین جگہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں اور بہترین جگہ مسجد ہے۔

یہاں تک درج بالا عبارات سے پتا چلا کہ لفظ ندا (یا) کے ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا سنتِ ملائکہ ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم

دلیل نمبر ۱۴۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر زمانے کے ہر نمازی کو نماز میں اس طرح سلام عرض کرنے کا حکم دیا:۔

السلام علیك ایها النبی (مشکوٰۃ شریف،۸۵)

یا رسول اللّٰہ کهنا سنتِ صحابہ کرام هے

ویسے تو صحاح ستہ کی سب کتب میں کثیر احادیث ایسی ہیں جن میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا "یارسول اللہ" کہہ کر اپنے آقا کو پکارنا ثابت ہے۔ طوالت سے بچنے کیلئے چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

دلیل نمبر ۱۵۔

جب حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ شریف میں داخل ہوئے:۔

فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون:

یا محمد یا رسول الله، یا محمد یا رسول الله (مسلم شریف،ج۲،باب ہجرت)

(ترجمہ) پس عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے اور نعرے لگا رہے تھے اور یوں پکار رہے تھے: یا محمد یارسول اللہ، یا محمد یارسول اللہ۔

دلیل نمبر ۱۶۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الفاظ میں سلام عرض کرتے تھے:۔

السلام علیك یا رسول الله (انوار المحمدیہ،۶۰۰)

دلیل نمبر ۱۷۔

سیّدنا حضرت حمزہ و حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا، لا الٰہ الا اللہ کے بعد سب سے افضل وظیفہ یہ ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله (افضل الصلوٰت از نبہانی،۱۱۰)

دلیل نمبر ۱۸۔

حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومے اور آنکھوں پر لگا کر یہ کلمات کہے:

صلی الله علیك یا رسول الله قرۃ عینی بك یا رسول الله

(تفسیر روح البیان،۷/۲۲۹۔ تفسیر جلالین،۳۵۷۔ فتاویٰ شامی،ج۱)

دلیل نمبر ۱۹۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں مبارک سن ہو گیا کسی نے کہا اس کو یاد کرو جو تمہیں کائنات میں سب سے زیادہ محبوب ہے تو آپ نے بلند آواز میں کہا: "فصاح یا محمداہ" آپ کا پاؤں مبارک ٹھیک ہو گیا۔ (شفاء شریف، ۱۸/۲)

دلیل نمبر ۲۰۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو یوں کہتا ہوں:۔

السلام علیك ایها النبی (نعرہ رسالت پر اجماع اُمت، ص ۱۱)

دلیل نمبر ۲۱۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الفاظ میں درود شریف پڑھتے تھے:۔

یا محمد صلی الله علیك وسلم (القول البدیع، ص ۲۲۵)

دلیل نمبر ۲۲۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یوں سلام عرض کرتے:۔

السلام علیك یا رسول الله (القول البدیع، ص ۱۸۵)

دلیل نمبر ۲۳۔

ایک اعرابی نے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا:۔

یا رسول الله ما قلت سمعنا

یارسول اللہ آپ نے جو فرمایا ہم نے سنا اس وقت آپ سے بخشش کا سوال ہے۔

فنودی من قبره قد غفر لك

تو قبر سے آواز ئی تیری بخشش ہو گئی۔ (مدارک، ج ۱)

اس روایت سے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یارسول اللہ کہنا بعد از وصال بھی کہنا ثابت ہو گیا۔

دلیل نمبر ۲۴۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملک شام کیلئے برکت کی دعا فرمائی:۔

قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا (مشکوٰۃ شریف، ص۵۷۲)

ہم نے کہا یا رسول اللہ اور نجد میں بھی۔

دلیل نمبر ۲۵۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنی والدہ کیلئے دعا کرانے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضری دی تو یوں کہا:۔

یا رسول اللہ فادع اللہ ان یھدی ام ابی ھریرہ (مشکوٰۃ شریف، ص۵۳۵)

دلیل نمبر ۲۶۔

ایک دفعہ عہدِ فاروقی میں قحط پڑ گیا تو ایک شخص نے روضہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:۔

استسق لامتك یا رسول اللہ (حجۃ اللہ، ج۲، ص۴۳۰)

یا رسول اللہ اپنی اُمت کیلئے بارش کی دعا کریں آپ نے خواب میں بارش کی بشارت دی۔

دلیل نمبر ۲۷۔

حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی سیّدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے وصال شریف کے بعد کہا:۔

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا و کنت بنا برا ولم تك جافیا (حجۃ اللہ، ۳۲۹/۲)

دلیل نمبر ۲۸۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق جب جنازہ روضہ اطہر کے سامنے رکھا گیا تو پھر بایں الفاظ سلام عرض کیا گیا: "السلام علیك یا رسول اللہ" پھر عرض کی گئی کہ آپ کا غلام ابو بکر صدیق حاضر ہے۔ آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت مانگتا ہے تو آواز آئی: "دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو"۔ (تفسیر کبیر، ج۵)

دلیل نمبر ۲۹۔

ایک دفعہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی نے اظہار مدعیٰ کے بغیر بار بار صرف "یارسول اللہ" کہا اور اپنی حاجتیں پوری کروائیں۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۳۲۲)

دلیل نمبر ۳۰۔

یوں ہی ایک دفعہ دو صحابی جو کہ انصاری تھے انہوں نے صرف "یارسول اللہ" کہا اور مدعیٰ کا اظہار نہ کیا۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۷۷، ۳، ۴۳۷)

دلیل نمبر ۳۱۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو یوں سلام عرض کرتے تھے:۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ او یا نبی اللہ (نسیم الریاض شرح شفا، ۴۵۴)

دلیل نمبر ۳۲۔

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاسیّدی کے ساتھ خطاب کرنا وارِد ہے۔
(برکات درود شریف از مولانا ظفر احمد قادری)

دلیل نمبر ۳۳۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حاضر بارگاہ ہو کر عرض کیا:۔

السلام علیک یا رسول اللہ (تنویر الحوالک، ج ۱ ص ۲۴۰)

دلیل نمبر ۳۴۔

حضرت کعب بن حمزہ عین لڑائی کے وقت پکار رہے تھے "یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)"۔ (فتوح الشام، ۲، ۱۷۔ مطبوعہ مصر)

دلیل نمبر ۳۵۔

حضرت ابن عمر جب بھی سفر سے واپس آتے تو روضہ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کرتے:۔

السلام علیك یا رسول الله (مسند امام اعظم،۱۲۶)

دلیل نمبر ۳۶۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد مستورات کی محفل میں سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے درود بصیغہ بایں الفاظ پڑھا:۔

یا خاتم الرسل المبارك ضوئه صلی علیك منز القرآن (سیرت ابن ہشام، ج ۳ ص ۳۸)

دلیل نمبر ۳۷۔

حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے آپ کے وصال کے بعد کہا:۔

الا یا رسول الله کنت رجاءنا و کنت بنا برا ولم تك جافیا (مولوی اشرف علی تھانوی، نشر الطیب ۲۳۷)

دلیل نمبر ۳۸۔

حضرت عثمان بن حنیف کہتے ہیں کہ ایک ضعیف البصر شخص بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو عافیت فرمائے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں گا اور اگر تو صبر اور خدا کی رضا کا خواستگار ہے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ اس نے عرض کی کہ دعا فرما دیجئے آپ نے اس کو حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے ان کلمات کے ساتھ دعا کر:۔

اللهم إني اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد اني توجهت بك الى ربي في حاجتي هذه فتقضي لي اللهم شفعه في (ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجات،۵۹)

دلیل نمبر ۳۹۔

اسی حدیث مبارکہ کو اہل حدیثوں کے یعنی غیر مقلدوں کے مایہ ناز عالم مولانا نواب وحید الزمان نے بھی ہدیۃ المھدی میں نقل کیا۔ (ہدیۃ المھدی)

دلیل نمبر ۴۰۔

اسی حدیثِ مذکورہ کو دیوبندیوں کے پیر و مرشد حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب نشر الطیب میں ذکر کیا۔ (نشر الطیب)

دلیل نمبر ۴۱۔

اسی حدیث کو تبلیغی جماعت کے سربراہ مولوی محمد زکریا سہارنپوری نے بھی فضائل حج میں اور ترمذی کا حوالہ دیتے ہوئے پیش کیا ہے۔

دلیل نمبر ۴۲۔

اس حدیث کو امام یوسف بن اسماعیل نبہانی نے جواہر البحار میں بھی نقل کیا ہے۔

دلیل نمبر ۴۳۔

اس حدیث کو حضرت مولانا حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایۃ والنہایۃ میں صفحہ ۳۲۴ میں نقل کیا۔ یہاں تک تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بعد از وصال بھی حاجت روائی کیلئے پکارا۔

آقا علیہ السلام کو لفظ "یا" سے پکارنا سنتِ انبیاء کرام علیہم السلام ہے

دلیل نمبر۴۴۔

بروزِ محشر سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام پکاریں گے:۔

یا احمد یا احمد هذا رجل مطلق به الی النار (القول البدیع،۱۲۳۱)

اے احمد اے احمد اس آدمی کو جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہے اسے چھڑاؤ۔

دلیل نمبر۴۵۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج شریف کی رات حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور پر پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے نماز ہی میں کہا: "اشهد انك یا رسول الله" یارسول اللہ میں آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔(انوار المحمدیہ من المواہب،۳۳۴)

دلیل نمبر۴۶۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے آواز دے کر بدیں الفاظ سلام کہا:۔

السلام علیك یا اوّل السلام علیك یا آخر السلام علیك یا حاشر (انوار المحمدیہ،۳۳۴)

بروزِ محشر کعبة اللّٰہ کی پکار

دلیل نمبر۴۷۔

رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کعبہ معظمہ بروزِ محشر میرے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر یہ کہے گا: "السلام علیك یا محمد" اور میں جواب دوں گا: "وعلیکم السلام یا بیت الله"۔ (تفسیر عزیزی فارسی سورۂ بقرہ،۴۶۳)

جانور کی پکار

دلیل نمبر۴۸۔

گرفتار شدہ ہرنی نے کہا تھا۔یعنی فریاد کی:۔

یا رسول الله ان لی اولاد جیاع (القول البدیع،۱۴۸)

شجر و حجر کی پکار

دلیل نمبر ۴۹۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے باہر کسی مقام پر گیا۔

فما استقبله جبل ولا شجر الا وهو يقول السلام عليك يا رسول الله (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۴۲)

میں نے دیکھا ہر درخت ہر ڈھیلا ہر پہاڑ جو بھی راستے میں آیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلام عرض کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

"السلام عليك يا رسول الله"۔

دلیل نمبر ۵۰۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتا:

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله (سیرت حلبیہ، ص ۲۱۴۔ مشکوٰۃ شریف، ص ۵۴۰)

دلیل نمبر ۵۱۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اور اعرابی نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آکر رسالت کی نشانی طلب کی تو آپ نے فرمایا جاؤ اس درخت سے کہو کہ تمہیں اللہ کا رسول بلاتا ہے اس نے درخت سے جاکر کہہ دیا۔ درخت ادھر ادھر جھوما اور اپنی جڑیں اُکھاڑ کر اپنی شاخوں سمیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

السلام عليك يا رسول الله (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۴۱)

نوٹ: یہاں پر ایک نقطہ سمجھانا بے جا نہیں سمجھتا کہ جب میں نے ان مذکورہ عبارات کا بغور مطالعہ کیا تو سوچا کہ پتھروں اور درختوں کو یہ سلام کس نے سکھایا ان کا بھی کوئی استاد ہے۔ تو مجھے تو بس ایک ہی بات سمجھ آئی کہ دنیا کی کوئی طاقت بھی ان بے جان و بے زبان چیزوں سے بلوا نہیں سکتی۔ ہاں ایک ہی ذات ہے تو وہ صرف صرف ربّ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ ہے۔ تو لازماً یہ وظیفہ اور یہ وِرد بھی اللہ تعالیٰ نے ہی سکھایا ہو گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ نغمات سکھائے ہیں تو بلا شبہ و شبہ خود خدا بھی یہی کہتا ہو گا:

"السلام عليك يا رسول الله" "السلام عليك يا نبي الله" جس کا واضح ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے:

"يا ايها النبي" "يا ايها الرسول" وغیرہ۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
حکم ربی کی طرح یہ بھی آقا کو دوہائی دیتے

دلیل نمبر ۵۲۔

امام المحدثین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ شیخ بہاؤ الدین شطاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ شطاریہ میں کیفیت سلوک تحریر کرنے کے بعد لکھا کہ کشف ارواح کے ذکر "یا احمد" اور "یا محمد" کے دو طریقے ہیں اوّل یہ کہ یا احمد کو داہنی طرف اور یا محمد کا بائیں طرف پڑھتے ہوئے قلب میں یا مصطفیٰ کا خیال کرے۔

دوسرا طریقہ یہ کہ یا احمد، یا محمد، یا علی، یا فاطمہ، یا حسن یا حسین کا ذکر کرے تو تمام ارواح کا کشف ہو جاتا ہے۔ (اخبار الاخیار فارسی،۱۹۹)

دلیل نمبر ۵۳۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب زائر روضہ اطہر پر حاضر ہو تو یوں سلام کہے:۔

السلام علیك ایها النبی (انوار المحمدیہ،۴۰۰)

دلیل نمبر ۵۴۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ تقبیل الابہامین فرمایا کرتے اور قرة عینی بك یا رسول الله پڑھا کرتے تھے۔ (جواہر مجددیہ،۵۴)

دلیل نمبر ۵۵۔

سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ شعر ؎

یا سید السادات جئتك قاصدا

ارجو رضاك واحتمی بحماكا (قصیدہ نعمانیہ)

دلیل نمبر ۵۶۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ شعر ؎

صلی علیك الله یا خیر خلقه

ویا خیر مامول ویا خیر واهب (اطیب النغم)

دلیل نمبر ۵۷۔

شہید تحریک آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ نے جزیرہ انڈیماں میں عرض کی۔ شعر ؎

یا رحمت اللعالمین ارحم علی

من لا اله فی العالمین رثاء (الثورۃ الہندیہ ۳۱۳)

دلیل نمبر ۵۸۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:۔

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر

من وجهك المنیر لقد نور القمر (تفسیر عزیزی، پ ۳۰۔ اردو، ۳۷)

دلیل نمبر ۵۹۔

قصیدہ بردہ شریف میں امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه

سواك عند حلول الحادث العمم (قصیدہ بردہ، ۲۱۸)

دلیل نمبر ۶۰۔

امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں عرض کی:۔

یا رسول اللہ یا جد الحسین

کن شفیعی یا امام الحرمین (النعمۃ الکبریٰ، ۳۶)

دلیل نمبر ۶۱۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

چہ وصفت کند سعدی نا تمام

علیک الصلوۃ اے نبی السلام

دلیل نمبر ۶۲۔

مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يا نبي الله السلام عليك

انما الفوز و الفلاح لديك (روح البیان، ۱/۱۵۲)

دلیل نمبر ۶۳۔

شیخ المحدثین مولانا الشاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں عرض کی:۔

خرابم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ

جمال خود نما حمے بجاں زار شیدا کن

بحر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم وفا

بلطف خود سر و ساماں جمع بے سر و پا کن

(اخبار الاخیار، ۳۳۳)

دلیل نمبر ۶۴۔

ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی عرض کی:۔

دلش نالد! چرا نالد؟ نداند

نگاہی یا رسول اللہ نگاہی

(ارمغانِ حجاز، ۳۸)

مخالفین کے اکابر علماء کرام حضرات سے ندائے یا رسول اللّٰہ کا ثبوت

دلیل نمبر ۶۵۔

کلیات امدادیہ ۴۵ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، آقا علیہ السلام کے روح انوار کے کشف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کہ تصور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کر کے درود شریف پڑھیں اور داہنی طرف یا احمد اور بائیں طرف یا محمد اور دل میں یارسول اللہ ایک ہزار بار پڑھیں۔ اِن شاءاللہ حالتِ بیداری میں یا خواب میں زیارت نصیب ہوگی"۔ (ضیاءالقلوب،۳۶)

دلیل نمبر ۶۶۔

تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا زکریا سہارنپوری نے فضائل حج میں نقل کیا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس کھڑا ہو کر یہ آیت پڑھے "اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" اسکے بعد ستر مرتبہ صلی اللہ علیک یا محمد کہے تو ایک فرشتے کہتا ہے کہ اے شخص اللہ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس شخص کی ہر حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

دلیل نمبر ۶۷۔

قصائد قاسمی میں مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نعت کہتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں ۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے گا تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

دلیل نمبر ۶۸۔

دیوبندیوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے فرمایا کہ دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کر کے "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" دائیں طرف اور "الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ" بائیں طرف اور "الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ" کی ضرب دل پر لگائیں۔

(ضیاءالقلوب،۵۱۔۵۲)

دلیل نمبر ۶۹۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ

(گلزارِ معرفت،۷)

دلیل نمبر ۷۰۔

مولوی زکریا سہانپوری نے لکھا ہے کہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں نقل کیا ہے کہ سلام کے بعد پھر حضور کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہئے اور یوں کہے ۔

یا رسول اللہ اسئلک اشفاعة واتوسل بك الى الله فى ان اموت مسلما على ملتك وسنتك (فضائل حج)

یارسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ کے دین اور آپ کی سنت پر ہو۔

دلیل نمبر ۷۱۔

مولوی نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے کہ عام لوگ جو یارسول اللہ، یا علی، یا غوث کا نعرہ لگاتے ہیں تو صرف اس کہنے کی وجہ سے ہم ان کو مشرک نہیں کہہ سکتے اور کیسے کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ خود رسول اللہ نے مقتولان بدر کو "یافلاں بن فلاں" کہہ کر پکارا ہے۔ (ہدیۃ الہدیٰ)

دلیل نمبر ۷۲۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں"۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ۱۰)

دلیل نمبر ۷۳۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے آقا علیہ السلام سے مدد طلب کرتے ہوئے یوں کہا:۔

یا شفیع العباد خذ بیدی انت فی الاضطرار معتمدی

اے بندوں کے شفیع میری دستگیری کیجئے کشمکش میں تم ہی میرے بھروسے والے۔

یارسول اللہ بابك لى من غمام الغموم فلتجدى

اے اللہ کے رسول تیرا در میرے لئے کافی ہے ابرِ غم مجھ کو کبھی نہ گھیرے گا۔

(فیوض قاسمیہ ۴۸ نشر الطیب)

دلیل نمبر ۷۴۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔

"الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے کہ الخلق والامر امر مقید بجہت وطرف و قرب وبعد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۷۵۔

موصوف نے مرید کو تعلیم دی کہ استغفر اللہ اکیس بار پڑھ کر دُرود "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" تین بار پڑھے۔

دلیل نمبر ۷۶۔

حضرت مولانا ابوزاہد سرفراز خان گکھڑوی دیوبندی تحریر فرماتے ہیں، ہم اور ہمارے اکابر علیہ الرحمۃ "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کو بطورِ درود شریف پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ فی الجملہ مختصر طریقہ سے درود شریف ہی ہے۔
(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ، ۷۵)

دلیل نمبر ۷۷۔

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں، یارسول اللہ قبر کے دور سے یا نزدیک سے درود شریف کے ضمن میں کہے تو درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ۳۳۴)

دلیل نمبر ۷۸۔

مولوی ابو معاویہ قاری محمد شریف اعوان ساکن نلہڈ تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک کو بھی باوجود اس کے اس نے لفظ "یا" کے ساتھ نبی ولی کو پکارنے کو کافی حد تک برا کہا۔ پھر بھی آخر اسے بھی یہ لکھنا پڑا کہ:
"بغور دیکھا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ پورے قرآن میں آپ کو "یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)" نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے ادب کے ساتھ "یا مزمل" "یا مدثر" "یٰسین" جیسے باادب الفاظ کے ساتھ اپنے محبوب کو خطاب کیا"۔ اور اگلے صفحے پر لکھتے ہیں کہ "صحابہ کرام نے بھی کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "یا محمد" سے مخاطب نہیں کیا"۔ (سنی اور بدعتی کی صحیح پہچان، ۲۲۰-۱۹۹)

دلیل نمبر ۷۹۔

اب چاہئے کہ خدا اور صحابہ کے قول و فعل پر عمل کرتے ہوئے تم بھی ضد چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل کر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی زبان سے یوں پکارو:۔

کرکے نثار آپ پر گھر بار یا رسول
اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول
اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو کچھ بھی ہوں
پر ہوں تمہارا تم مرے مختار یا رسول
ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول

(گلزارِ معرفت، ۴)

دلیل نمبر ۸۰۔

مولوی محمد زکریا سہارنپوری بانی تبلیغی جماعت نے لکھا ہے، بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ یعنی السلام علیک یارسول اللہ اور السلام علیک یانبی اللہ آخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھادیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ (تبلیغی نصاب در نصاب فضائل درود، ۷۰۲۔۷۰۳)

دلیل نمبر ۸۱۔

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:۔

یارسول اللہ انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا

اننا فی بحر ھم مغرق خذیدی سھلنا اشکالنا

اور

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه سواك عند حلول الحادث العمم

ایسے کلمات نظم ہو یا نثر وِرد کرنا کفر و فسق نہیں بلکہ صرف مکروہِ تنزیہی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ۳۴۷)

دلیل نمبر ۸۲۔

اسی فتاویٰ رشیدیہ ۳۹۸ پر مولانا مذکورہ رقم طراز ہیں کہ

"ترحم یا نبی اللہ ترحم ۔ زمهجوری بر آمد جان عالم" ایسے اشعار شرک نہیں ہیں۔

بلکہ بایں خیال پڑھے کہ اللہ تعالیٰ اس میری عرض کو فخر دوعالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش کردیوے۔

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

معزز قارئین کرام! یہاں تک آپ نے قرآن و حدیث، اقوال صحابہ و محدثین و مفسرین اور اقوال علماء کرام سے ندایارسول اللہ کے جواز کو پڑھا ہے مجھے یقین ہے کہ اب عقل سلیم اور خرد اقبال کا مالک کبھی بھی غیروں کے چنگل میں نہیں پھنسے گا کیونکہ اب اس کے پاس دلائل قویہ و معتبرہ موجود ہیں۔

ضروری وضاحت

اس رسالہ کو ترتیب دینا محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی مقصود ہے۔ کسی کی دل آزاری کرنا یا کسی مسلک پر بے جا تنقید کرنا یا کسی کے وقار کو مجروح کرنا بندہ کا خیال نہ ہی مقصود ہے بس صرف آج کل عوام کو ایسی بحثوں میں ڈال کر دربارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور کرنے کی ایک گھناؤنی سازش ہے مجھے اُمید ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر اُمتی عزت وناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گستاخوں کے آمنے سامنے آکر سر تو دے سکتا ہے مگر درِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوری گوارا نہیں کرے گا۔

در حقیقت یہی ایک اصل سرمایہ ہے (محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ جس کو طاغوتی وسامرانی طاقتیں اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل سے نکالنا چاہتی ہیں۔ اور انہیں معلوم ہوا کہ خدا کو تو ہم بھی مانتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ بھی مانتے ہیں۔ صرف اور صرف درمیان میں فرق محمدِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جب ان سے تعلق کٹ جائے تو سارے اعمال رائیگاں جائیں گے۔ لیکن اِن شاءَاللہ بقول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "ساری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی"۔

ہم ان گمراہ کن عقائد اور نظریات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے کہ جب تک اُمت کا ایک ایک فرد بلکہ بچہ بچہ گنبدِ خضریٰ کے جلوؤں کا مشتاق، مدینہ طیبہ کی گلیوں کا بھکاری اور فیوضاتِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سائل نہ بن جائے اور ہر طرف دیوانہ بن کر یہ صدا نہ لگائے کہ

غلامانِ محمد ﷺ جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

بندہ آخر میں اپنے رسالہ کا اختتام حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی نعت کے چند اشعار پر کر رہا ہے۔

پیاسا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم
کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہ

شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو
تمہیں چھوڑ کر اب کدھر جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

یقین ہوجائے گا کفّار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میدان میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ

حبیبِ کبریا ہو تم امام الانبیاء ہو تم
ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
اے حبیبِ کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(مناجات نالہ امداد غریب)